رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۷۹

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودًا

دُنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

(یعنی)

رسالہ ریویو آف ریلیجنز

ایڈیٹر۔ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

چندہ سالانہ ہندوستان سے [illegible] غیر ممالک سے [illegible]

مصدقہ طلباء اور غرباء [illegible]

نمبر ۴	اپریل ۱۹۲۳ء ۔ مطابق	شعبان المعظم ۱۳۴۱ھ	جلد ۲۲

فہرست مضامین

مسلماں را مسلماں باز کردند ۱۴۵–۱۴۶

امریکہ کا مذہب ۔ ۱۴۷–۱۵۱

عالم غیب کے متعلق ایک آدھ بات ۱۵۲–۱۶۱

قیامت میں سزا کی غرض ۱۶۲–۱۶۴

تحریف و الحاق کا ثبوت موجودہ انجیل میں ۱۶۵–۱۶۸

روح و مادہ انادی نہیں ۱۶۹–۱۷۴

سلطان القلم کی صداقت ۔ مسئلہ نبوت مسیح موعودؑ ۱۷۵–۱۸۴

اٹاوہ میں سنی و شیعہ کا مباحثہ ۱۸۵–۱۹۲

Digitized by Khilafat Library

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا

وی پی واپس کرنیوالے

ہم نے ۱۹۲۳ء کی قیمت پیشگی وصول کرنے کے لئے ۸۱۴ وی پی کیئے تھے جن میں سے ۳۲۰ واپس آگئے۔ یہ تو ان صاحبوں کا سلوک ہے کہ باوجود اتنی بار اطلاع دینے کے۔ وی پی انکاری کرکے کارخانے کو نقصان پہنچایا اور ہمارا سلوک یہ ہے کہ ان دوستوں کو دوبارہ رسالے بھیجدیئے گئے تاکہ ان کا فائل مکمل رہے۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ وہ خود ہی بذریعہ منی آرڈر قیمت سالانہ بھجوادینگے۔ اور نیز ریویو کے خریدار بڑھانے کی طرف خاص توجہ دی جائیگی کیونکہ موجودہ تعداد خریداروں کی بہت ہی کم ہے۔

تبلیغ ہدایت

صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے کی تالیف جدید۔ جو ۲۰×۲۶ کے ۲۰۴ صفحے پر ختم ہوئی ہے کتابت عمدہ۔ کاغذ اچھا۔ چھپوائی نفیس۔ مضمون دلکش۔ آجکل کے انگریزی تعلیم یافتہ اصحاب کالجیٹوں اور دیگر کاروباری لوگوں کا ایک گروہ ایسا ہے جو اس بات کا محتاج تھا کہ سلسلہ احمدیہ کو ان سے انٹروڈیوس کیا جائے۔ اسمیں بحث مباحثہ کی طرز پر گفتگو نہ ہو۔ اور نہ آیات و احادیث کی تحقیق و تدقیق میں بہت گہرے چلے جائیں بلکہ سادگی اور متانت کے ساتھ امور ضروریہ کو بیان کیا جائے سو یہ غرض اس کتاب سے بخوبی پوری ہوتی ہے۔ واجب التعظیم مصنّف نے ایسے پیرائے میں یہ ساری کتاب لکھی ہے کہ ایک سلیم الفطرت طالب حق کے دل میں جو جو سوالات پیدا ہوتے ہیں انکے جوابات اسمیں موجود ہیں۔

قرآنی تعلیم کی لفظی و معنوی حفاظت کے ذکر کے بعد اسلام میں سلسلہ مجددین کا ثبوت دیا ہے پھر آخری زمانے میں ایک خطرناک فتنہ کی پیشگوئی دکھا کر مسیح موعودؑ کی ضرورت بتائی ہے۔ طریق تحقیق پر روشنی ڈالتے ہوئے وفات مسیح۔ رفع نزول کی حقیقت مبرہن فرمائی ہے۔ آنیوالے مسیحؑ و مہدیؑ کی دس موٹی موٹی علامات کی تشریح کی ہے اور ان کو حضرت مرزا صاحبؑ پر منطبق دکھا کر آپ کی خدمات اسلام کا ذکر نہایت دلآویز طریقے میں کیا ہے یہ حصہ دلچسپ دلکش اور مجموعی لحاظ سے احمدیہ لٹریچر میں ایک قیمتی اضافہ ہے اور اس کا اثر جذر قلب تک پہنچتا ہے اور ماننا پڑتا ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ ایمان ثریا سے لائے اور دلوں میں اسے قائم کر دیا اور غیر مذاہب پر ہر پہلو سے اتمام حجت کر دی تاحال ہمارے مصنّفین نے اس طرف بہت کم توجہ کی ہے۔ امید ہے اب اپنے پیشرو کی تقلید کی جائیگی۔ مسئلہ ختم نبوت کو بھی خوب واضح کیا ہے۔ سب ضروری باتیں لکھدی ہیں ایسے پیرائے میں کہ جسکے دل میں ذرا بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ہو وہ اس کا قائل ہوجاتا ہے۔ خداتعالیٰ مصنّف کو جزاء خیر دے۔ اور ایسی ایسی بہت سی تصنیفات دینیہ لکھنے کی توفیق بخشے تاگم گشتگان بادیہ ضلالت راہ ہدایت پائیں۔ قیمت ۸؍ ملنے کا پتہ:۔ **کتاب گھر قادیان**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

Digitized by Khilafat Library

مسلماں را مسلماں باز کردند

جمعیت دعوت و تبلیغ کی طرف سے بمبئی مہاراشٹر پنجاب کے مختلف علاقوں کے متعلق ایک رپورٹ چھپی ہے جس سے کلمہ پڑھنے والوں کے مذہبی و دینی حالات کا انکشاف ہوتا ہے رپورٹ مرتب کرنے والے بزرگ نے جو کچھ لکھا ہے اس کا کچھ اقتباس ملاحظہ ہو۔

معتقدات اسلام سے ناآشنائی "گو پنجاب میں بھی ایسے مسلمان بکثرت موجود ہیں جو مبادیات اور معتقدات اسلام تک سے ناآشنا ہیں مثال کے طور پر ضلع کانگڑہ اور ضلع ہوشیارپور کا کوہستانی علاقہ پیش کیا جاسکتا ہے۔ خود ضلع شیخوپورہ میں ہمارے مبلغین کو بعض ایسے اقوام سے ملنے کا اتفاق ہوا جو اپنے آپ کو شافعی کہتے ہیں لیکن اپنا مذہب اسلام نہیں بتلاتے اور کلمہ تک سے بے خبر ہیں۔"

بمبئی مدراس "وہ مسلمان آباد۔ دکھائی دیتے ہیں جن کو سوائے اسکے کہ وہ لفظ مسلمان جانتے ہوں اور کسی چیز کی خبر نہیں بمبئی اور گجرات کے بعض حصص میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں۔ جو اپنے آپ کو حنبلی کہتے ہیں لیکن ان کو یہ خبر نہیں کہ حنبلی مسلمان ہوتے ہیں ان کے نام تک ہندووانہ ہیں چنانچہ ان میں سے ایک شخص کا ہندووانہ نام بدل کر جب عبداللہ رکھا گیا تو اس کی تمام برادری نے اس سے مقاطعہ کرلیا۔"

مہاراشٹر کی حالت ہزاروں کی تعداد میں ایسے مسلمان بس رہے ہیں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں ان کو مطلقاً اسلام کی کچھ خبر نہیں۔ یہاں تک کہ ان میں سے ایک شخص سے جب یہ سوال کیا گیا کہ وہ کون ہے اور اس نے اسکے جواب میں

مسلمان کہا تو اس سے کلمہ طیبہ پڑھنے کو کہا گیا بجائے اسکے کہ وہ کلمہ شریف پڑھ دیتا اندر چلا گیا اور اندر سے روئی دھننے کی دھننی اُٹھا لایا اور کہنے لگا اگر میں مسلمان نہیں تو میرے گھر میں یہ کیوں پڑی ہے؟

بُت پرستی "سینکڑوں لوگوں کے پاس بُت اور پتھر کی مورتیاں ہر وقت موجود رہتی ہیں اور جب عبادت کا جذبہ ان پر غالب ہوتا ہے تو وہ ان مورتیوں کو نکال کر پوج لیتے اور ان کی طرف سجدے بھی کر لیتے ہیں۔"

احمد نگر میں مساجد کی حالت "مہاراشٹر کا دوسرا ضلع۔ ملکہ چاند بی بی کا پایہ تخت۔ تین سو ساٹھ مساجد۔ قابل دید۔ عظیم الشان اسلامی فن تعمیر کی قابل قدر یادگار۔ اب سو کے قریب غیر اسلامی قبضے میں ہیں۔ بیسیوں ایسی مسجدیں ہیں جہاں پرندوں نے بسیرا کر رکھا ہے اور کئی ایسی بھی ہیں کہ ان کی رونق بندروں اور دیگر صحرائی جانوروں سے ہے ان کا پیشاب پاخانہ انہی مساجد میں ہوتا ہے۔"

حیدر آباد اسلامی ریاست ہے۔ ملک میں لاکھوں اچھوت بستے ہیں مسیحی کارکن جماعتیں ان کو نگل رہی ہیں گذشتہ چند ماہ میں قریب ۲۰ ہزار آدمی حلقہ مسیحیت میں داخل ہو چکے ہیں۔

ان حالات کو پڑھ کر کون مسلمان ہے جو متاثر نہ ہو۔ اور اس بات کا اقرار نہ کرے کہ مسلمانوں کو پھر مسلمان بنانے کے لئے ایک ایسے مامور کی ضرورت ہے جو اپنی قوت قدسیہ کے لحاظ سے اسی نبی عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانیت اپنے اندر رکھتا ہو۔ جس نے پہلے ان کو مسلمان بنایا؛

Digitized by Khilafat Library

عیسائیوں کی تبلیغی کوشش مسلم ورلڈ کے ایڈیٹر پادری زویمر کا بیان ہے کہ ملایا میں چالیس ہزار۔ چین و ہندوستان میں دس ہزار شمالی افریقہ میں تین سو عرب میں پچاس ایران میں دو سو مسلمان عیسائی ہو چکا ہے؛

اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ پادریوں نے کتنے وسیع پیمانے پر اپنا جال پھیلا رکھا ہے اور ہمیں اس کے مقابلہ میں کتنی جدوجہد سے کام لینا چاہیئے۔ اس کے دو ہی طریق ہیں ایک تو ان ممالک میں اپنے مبلغ بھیجیں۔ دوم خود ان کے ممالک میں اشاعت اسلام کا کام اور بھی زور سے شروع کر دیں؛

امریکہ کا مذہب

آزادی اور مختلف حالات

مذہب ہندوستان میں لوگ خیال کرتے ہیں کہ امریکہ ایک عیسائی اور مذہب کا سخت پابند ملک ہے۔ مگر ایسا ہرگز نہیں۔ جب سے مسیح ثانی کا ظہور ہوا۔ اللہ تعالیٰ عیسائیت و دیگر مذاہب باطلہ کو خود بخود زوال دکھا رہا ہے۔ امریکن لوگ مذہب کے نام سے ایسا دُور بھاگتے ہیں جیسے لاحول سے شیطان۔ اگلے دن میں نے ایک لیڈی کو مسلم سن رائز کا پرچہ دیا اور اس نے جب بسم اللہ عربی میں دیکھی تو پوچھنے لگی یہ کیا ہے۔ میں نے اسے انگریزی میں ترجمہ سنایا۔ تو کہنے لگی:۔

"یہ بہت سخت مذہب ہے جو ہر ایک کام خدا کے نام سے شروع کرتا ہے"

جس سے میں نے اندازہ لگایا کہ ان لوگوں کے لئے خدا کا نام لینا بھی ایک مشکل امر ہے۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ آج تو اتوار کا دن ہے اور آپ گرجا نہیں گئیں تو اس نے جواب دیا:۔

"میں ہر اتوار کو گرجا جانا ضروری نہیں سمجھتی۔ میں ضرور گرجا جاتی ہوں مگر کبھی کبھی دوسری طرف میں دیکھتی ہوں کہ ہر ایک گرجا کی علیحدہ علیحدہ انجیل ہے جس سے میں یقین کرتی ہوں کہ انجیل اصلی حالت میں نہیں رہی"

یہ ایک ہی نہیں بلکہ ستر فیصدی ایسے لوگ ہیں جو اندرونہ طور سے عیسائیت سے بیزار ہیں۔ انکی حالتیں گواہی دے رہی ہیں کہ یہ لوگ اسلام کے ماننے کے لئے بالکل آمادہ ہیں کیونکہ یہ لوگ تعصب سے بالکل بے آلودہ ہیں۔ گرجا میں جاؤ تو صرف دس یا پندرہ فیصدی لوگ دکھائی دینگے وہ بھی بوڑھے اور بوڑھیاں جو کہ دنیاوی کام کے لائق نہ ہوں۔ بجائے گرجاؤں کے تھیئٹروں اور ناچ گھروں میں سخت بھیڑ ہوتی ہے۔ اگر کہیں سیاسی تجارتی لیکچر ہو اور لیکچر کے داخلہ کے لئے چار پانچ روپیہ تک ٹکٹ بھی لگایا گیا ہو تو یہ لوگ سب ضروری امور کو بھی پس پُشت ڈال کر ایسے لیکچروں میں شامل ہونگے۔

ہندوستانی اخبارات مذہبی امورات سے بھرپور ہوتی ہیں تو امریکن اخبار یں سیاسی مباحثات سے۔ بچّے سے لیکر بوڑھے تک سیاسی تقریروں اور تحریروں میں حد

سے زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں۔ درحقیقت ان بے چاروں کا کوئی قصور نہیں عیسائیت کی تعلیم ہی ایسی ہے کہ محض گاڈ۔ سن اور ہولی گھوسٹ پر ایمان لانے سے بیڑا پار ہو جاتا ہے۔

قاتل کا قول اور یسوع سے بیزاری

چند ہفتہ کا ذکر ہے کہ میں نے اخبار میں دیکھا کہ جب ایک قاتل کو پھانسی دینے لگے اور پادری صاحب انجیل لیکر اس کے پاس دعا کرنے کے لئے آئے تو وہ قاتل کہتا ہے:۔

"آپ مع انجیل و ۔۔۔ کے جہنم میں جائیں۔ آپ تبلیغ کرتے ہیں کہ یسوع نجات دینے والا ہے۔ اگر وہ سچا نجات دہندہ ہے تو مجھے اسوقت موت سے کیوں نجات نہیں دیتا۔ جبکہ وہ مجھے اس دنیا میں نہ بچا سکا تو آئندہ دنیا میں ہرگز نہ بچا سکیگا"

عورتوں کی آزادی اور طلاقوں کی چکّی۔

امریکہ میں ایک دن کی طلاقوں کی اس قدر کثرت ہے کہ جتنی ہندوستان میں ایک سال میں بھی نہ ہوتی ہونگی ہر شہر کے روزانہ اخبار میں طلاقوں کی ایک لمبی فہرست ہوتی ہے۔ ملک ان طلاقوں کی کثرت سے تنگ آگیا۔ اور طلاقوں کو کم کرنے کیلئے شہر کلیولینڈ (ریاست اوہایو) میں ایک سکول کھولا گیا جس میں شادی کے متعلق مضامین پڑھائے جاوینگے تاکہ شادی کی غرض کو سمجھیں اور طلاق کی برائی سے آگاہ ہوں اور ایسے ہی اور ریاستوں میں بھی سکول کھولنے کی تجویز ہو رہی ہے۔ طلاقوں سے بچنے کے لئے بڑی بڑی ضخیم جلدیں لکھی جا چکی ہیں اور روزانہ اخباروں میں بڑے لمبے مضمون اسی مرض سے نجات پانے کے لئے چھپتے ہیں۔ مگر آج تک کوئی دوا اس مہلک مرض پر کارگر نہیں ہوئی۔

طلاقوں کی کثرت عورتوں کی ناجائز آزادی پر دلالت کرتی ہے۔ دن بدن عورتیں طاقت پکڑ رہی ہیں۔ ملک کا قانون ایسا ہے کہ جس وقت عورت چاہے طلاق حاصل کر سکتی ہے۔ مگر مرد ایسا نہیں کر سکتا۔ جج صاحب بغیر تحقیقات کئے کے ہر ایک طلاق کی وجہ یہ بتاتے ہیں:۔ کہ

Digitized by Khilafat Library

"مرد نان نفقہ نہیں دے سکتا اور ظالمانہ برتاؤ کرتا ہے"

شکاگو کے جج کا قول

شکاگو میں ایک خوراک خریدنے کی نسبت طلاق حاصل کر لینا ارزاں ہے۔

بعض مردان طلاقوں سے ڈرتے ہوئے عمر بھر شادی ہی نہیں کرتے۔ ایک شخص اسوقت بھی میرے

پاس بیٹھا ہے اور بیان کرتا ہے کہ اس نے عورتوں کی اس ناجائز دلیری سے ڈرتے ہوئے ساری عمر شادی نہیں کی اور ایسی مثالیں کثرت سے مشاہدہ میں آتی ہیں۔ قریباً تین ہفتے ہوئے کہ میں نے ایک دوست سے دریافت کیا کہ اسکا موجودہ عورتوں کی آزادی کی نسبت کیا خیال ہے تو وہ کہنے لگا:-

"یسوع کی قسم۔ میرا خیال ہے کہ امریکن عورتیں دن بدن چالاک اور دلیر ہوتی جاتی ہیں اور میری بیوی بعض وقت مجھے لات مارنے پر تیار ہو جاتی ہے۔ جس سے میرا خیال ہے۔ کہ یہاں کی عورتیں مردوں سے زیادہ حقوق رکھتی ہیں۔ اور یہ بات کسی روز قوم کو برباد کریگی"

بر عکس اسکے عورتوں کی زبردست انجمنیں بنی ہوئی ہیں جو آئے دن مزید حقوق کا مطالبہ کرتی ہیں۔ چند ماہ کی بات ہے کہ ایک لڑکی مشرقی آزادی پر نکتہ چینی کرتے ہوئے لکھتی ہے:-

"ابھی تک امریکن عورتوں کو بھی پوری آزادی حاصل نہیں اور میرا خیال ہے کہ دنیا کی تمام عورتوں کو اپنی مکمل آزادی لینے کے لئے سخت لڑائی کرنی پڑیگی"

ایک میڈیکل ڈاکٹر کی غلط فہمی۔

تھوڑے عرصہ کا ذکر ہے کہ میں ایک ڈاکٹر کے پاس برائے علاج گیا تو وہ مجھے دیکھ کر کہنے لگا "کیا آپ ہندو ہیں؟" میں نے کہا نہیں۔ میں ہندوستانی ہوں۔ پھر اسے ہندو و ہندوستانی میں فرق بتایا۔ بعد ازاں اس نے میرا مذہب دریافت کرنا چاہا۔ میں نے کہا میں مسلم ہوں تو یہ سنتے ہی وہ کہنے لگا:-

Digitized by Khilafat Library

"یہ تو بہت بری بات ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ میں موحد ہوں اور میں خیال کیا کرتا تھا کہ مسلم ہمارے اعتقاد کے بہت نزدیک ہیں۔ مگر میں نے کل مبلغ صاحب سے سنا کہ مسلم لوگ اللہ کی پرستش کرتے ہیں"

یہ سن کر میں ہنسا کہ اس کے اور پادری صاحب کے خیال میں اللہ کسی بت کا نام ہے اور پھر اسے بتایا کہ اللہ تو عربی میں خدا کو بولتے ہیں اور ہم لوگ صرف خدا کی عبادت کرتے ہیں تب وہ کہنے لگا یہ عمدہ بات ہے۔

پادری کی جہالت

گذشتہ اتوار جب میں ایک گرجا میں گیا تو وہاں کے پادری صاحب مجھے کہنے لگے:-

"خانصاحب! میں نے اپنے ایک دوست سے جو کہ ہندوستان میں ہے ایک عجیب خط پایا ہے وہ لکھتے ہیں کہ ہندوستان کے عالم مسلمان عیسائیت کے بہت نزدیک ہیں کیونکہ وہ یسوع کو سچا نبی مانتے ہیں اور وہ ان میں اور عیسائی مذہب میں بہت کم فرق پاتے ہیں"

میں نے کہا واہ جناب آپ کے دوست صاحب بہت ہوشیار ہیں جنہوں نے اتنے عرصہ کے بعد یہ معلوم کر لیا کہ عالم مسلمان یسوع کو سچا نبی قرار دیتے ہیں۔ عالم مسلمان کیا تمام روئے زمین کے مسلمان مسیح کو صادق رسول جانتے ہیں یہ سُن کر وہ ذرہ نادم سے ہوئے۔ تو یہ پادری صاحبان کی مذہبی لیاقت ہے باقی رہے ان کے چیلے وہ تو پھر ان سے کئی درجہ بڑھ چڑھ کر مذہبی امورات سے واقف ہیں۔ بعض پادری جو ہندوستان سے واپس آتے ہیں درحقیقت انہیں بھی مذہب سے کچھ واسطہ نہیں ہوتا۔ مگر وہ یہاں آکر بہت ڈینگیں مارتے ہیں اور اپنے آپ کو بڑے تیس مار خاں ثابت کرتے ہیں۔ گرانڈ ریپڈز کی Y.W.C.A. کے ایک ممبر نے مجھے ان کے کرتوت ظاہر کرنے کیلئے کہا۔ چنانچہ میں نے ایک لمبا مضمون لکھ کر بھیجدیا جس میں کہ عیسائی مشن کی ہندوستان میں ناکامیابی ثابت کی جسکو کہ Y.W.C.A. کی تمام ممبر سُنکر خوش ہوئیں۔

جنت کے ٹھیکہ دار مے فروشی کرتے ہوئے گرفتار کر لئے گئے

اس ملک میں شرابخوری یا شراب فروشی کرنا سخت جُرم ہے۔ مگر پھر بھی آئے دن پولیس ایسے مجرموں کی سُراغ لگاتی رہتی ہے۔ چنانچہ گذشتہ ۳۰ دسمبر کی خبر ہے کہ یہاں پر ایک معزز پادری صاحب صرف مے نوشی ہی نہیں بلکہ مے فروشی کرتے ہوئے گرفتار کیئے گئے۔ سو یہ ہے اس زمانہ کے پادریوں کا حال "اوروں کو نصیحت اور خود میاں فضیحت" والی ضرب المثل کیسی حل ہوتی دکھائی دیتی ہے۔ معلوم نہیں عدالت مجرم مذکورہ سے کیا سلوک کریگی۔ حقیقتاً تو عدالت کو انہیں مجرم قرار نہیں دینا چاہیئے کیونکہ انہوں نے کوئی انجیل کے خلاف کام نہیں کیا۔ انجیل کہتی ہے۔ کہ ان کے ربّی یسوع صاحب مے کے ساتھ بڑے بڑے معجزے کیا کرتے تھے تو اگر پادری صاحب نے شراب کا استعمال کیا یا دوسروں کو ترغیب دی تو اپنے "خداوند" کے اصولوں میں سے ایک اصول کی کماحقہٗ پیروی کی نہ کہ جرم کا ارتداد۔

امریکن لوگوں کی جائداد اس ملک کے لوگ اپنا مکان بنانا یا خریدنا چنداں ضروری نہیں سمجھتے۔ قریباً تیس فیصدی لوگ اپنے مکانات کے مالک ہیں باقی سب کرایہ پر رہتے ہیں۔ مگر برعکس اسکے غریب سے امیر تک موٹر کار کے شائق ہیں قریباً ستر فیصدی اپنی اپنی موٹر کاریں رکھتے ہیں۔ بوجہ موٹروں کی کثرت کے روزانہ لوگ ان کے نیچے آکر روندی جاتے ہیں ۱۹۲۲ء میں پچیس ہزار مرد و زن و بچے۔ موٹر کاروں۔ ٹراموں اور ریل گاڑیوں کے نیچے آکر ہلاک ہوئے۔

قتل اور رہزنی لوگ اسے آزاد ملک کہتے ہیں، مگر یہ آزادی اسے جہنم کی طرف دھکیل رہی ہے۔ ہر ایک شخص بغیر لائیسنس کے پستول و دیگر اسلحہ رکھ سکتا ہے۔ لہٰذا ذرہ ذرہ سے تنازعوں سے قتل تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ سال گذشتہ میں نو ہزار قتل ہوئے۔ شہر شکاگو۔ نیویارک و ڈیٹرائٹ میں رات کے وقت بیس پچیس ڈالر پاکٹ میں رکھنا اپنی جان خطرہ میں ڈالنا ہے۔

سکول کے طالبعلم رہزنی کرتے ہوئے پکڑے گئے۔ گذشتہ سال ماہ نومبر میں شہر شکاگو کے ایک ہائی سکول کے دو تین طالب علم ٹرام کار کے ڈرائیور کو قتل کرکے اس کی نقدی لے بھاگے۔ مگر جلد گرفتار ہو گئے۔

Digitized by Khilafat Library

قانون جدا جدا ہے اور رہزن دلیر ہیں یہاں پر ہر ایک ریاست کا علیحدہ علیحدہ قانون ہے۔ بعض ریاستیں قاتل کو پھانسی دیتی ہیں بعض الیکٹرک چیئر پر بٹھا کر روح قبض کرتی ہیں اور بعض عمر بھر یا چند سال کی قید کی سزا دیتی ہیں۔ آئے دن اخبارات بتاتی ہیں کہ رہزن ڈاک گاڑیوں کو جنکی رفتار ۱۳۴ میل فی گھنٹہ تک ہوتی ہے ٹھیرا کر لوٹ لیتے ہیں۔ اور بنک تو روزانہ لوٹے جاتے ہیں۔ ان سب وارداتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ امریکن آزادی حد سے تجاوز کر گئی۔ جو کہ ملک کو کسی دن نیست و نابود کر دے گی ؎

عاجز محمد یوسف خاں آف جہلم
از راکفورڈ۔ ملک امریکہ
۸ رجنوری ۱۹۲۳ء

عالمِ غیب کے متعلق ایک آدھ بات

یہ مضمون مکرمی جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ دام اللہ مجدہ کا عطیہ ہے اور اس قابل ہے کہ احباب اسے نہایت غور کے ساتھ پڑھیں اس قسم کے فلسفیانہ علمی ٹھوس مضامین پوری توجہ چاہتے ہیں اور سرسری نظر سے دیکھنے کے قابل نہیں ہوتے۔ اس میں شاہ صاحب موصوف نے نہایت دلآویز طریق سے حقیقت گناہ اور پھر استغفار کی فلسفی سمجھائی۔ میں امید کرتا ہوں کہ میرے عنایت فرما آئندہ بھی اپنے اشحابت قلم سے ریویو کے صفحات کو مزین فرماتے رہیں گے (ایڈیٹر)

عالمِ شہادت

ایک عالم شہادت ہے یعنی وہ جہان جس کو ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور ہاتھوں سے چھوتے ہیں اور اس کی آوازیں ہمارے کانوں میں گونج رہی ہیں اور اس کے جتنے نظارے اور مظاہر ہیں وہ ظاہر طور پر ہم سب کو محسوس ہو رہے ہیں اور اس کے ماورا ایک اور دوسرا عالم ہے جو اگر یہ کہا جائے کہ وہ اب تک ہم سے بالکل مخفی ہے تو یہ کہنا بالکل درست ہوگا۔ ابھی تک انسان عالمِ شہادت کی سیر سے فارغ نہیں ہوا۔ فارغ کیا! جوں جوں علم کے حاصل کرنے کے ذریعہ انسان کے ہاتھ آرہے ہیں وہ گھبرا کر کہتا ہے کہ عالمِ شہادت کے متعلق اس نے ابھی تک اتنا بھی علم حاصل نہیں کیا جتنا کہ انسان سمندر سے ایک سوئی کے ناکہ پر پانی اٹھاتا ہے ؛

Digitized by Khilafat Library

عالمِ غیب

مگر عالمِ غیب جو کہ عالمِ شہادت کی طرح ایک وسیع عالم ہے اس کے متعلق اگر ہمیں کچھ پتہ لگتا ہے تو صرف اتنا کہ وہ بھی کچھ ہے اور ایسا کچھ ہے کہ عالمِ شہادت کی ساری بنیاد اس کی ہستی سے وابستہ ہے اس کے بغیر جو کچھ کہ ہم دیکھ رہے ہیں ہیچ ہے۔ لاشئے محض ہے۔ اس عالمِ غیب کے متعلق میں احباب سے ایک آدھ بات کرنا چاہتا ہوں اور یہ ایک آدھ بات عالمِ غیب کے اس حصہ کے متعلق ہے جس کا تعلق نفس بشری کے ساتھ نہایت ہی گہرا ہے اور اس حصہ میں سے بھی صرف اس کی جزو کے متعلق یہ بات ہوگی جو عالمِ شہادت اور عالمِ غیب کے درمیان ایک درمیانی کڑی کی طرح ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں معلوم ہو سکتا ہے کہ عالمِ غیب کے اسرار کی کیا نوعیت ہے اور اس کا تعلق ہمارے

احساسات اور ہمارے جذبات ہمارے اخلاق اور ہمارے اعمال کے ساتھ کس قدر عمیق واقع شدہ ہے۔

Digitized by Khilafat Library

واقعہ جو یہ مضمون لکھنے کا محرک ہوا

مضمون کو واضح اور عام فہم کرنے کے لئے میں پہلے وہ واقع بتلائے دیتا ہوں جو اس مضمون کے لکھنے کا باعث ہوا ہے۔ گذشتہ جمعہ کی نماز کے بعد میں مولوی غلام رسول صاحب افغان کی دوکان کے سامنے سے گذر رہا تھا۔ اور مکرمی مولوی رحیم بخش صاحب وہاں کھڑے تھے اور ان کے ساتھ ایک لڑکا بھی تھا۔ اس لڑکے کو میں نے ایسی ہی سرسری نظر سے دیکھا جیسا کہ اور آس پاس کے کھڑے ہونے والوں کو اور دیکھنے کے وقت میں نے اپنے دماغ میں کوئی خاص احساس محسوس نہیں کیا مگر ابھی میرزا نظام الدین کے بڑے دروازہ کے پاس نہیں پہنچا تھا کہ یکایک میں لوٹا اور مولوی صاحب سے آکر پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہے اور ابھی میں کہنے ہی کو تھا کہ کیا یہ آپ کا بھائی ہے۔ مولوی صاحب نے جھٹ جواب دیا کہ یہ میرا بھائی ہے۔ تب میں نے ہنستے ہوئے ان کو کہا کہ اب میں نے آپ کو پہچان لیا ہے کہ ٹرکی جانے سے پہلے آپ قادیان میں ایکدفعہ آئے اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ سے جب ہم بانت سعاد کا قصیدہ پڑھتے تھے تب آپ بھی شریک ہوئے تھے اور مجھے آپ کے چہرہ کے خدوخال اور وضع قطع اور آنکھوں کی شکل و بینائی اور گفتگو کرتے ہوئے آپ کے چہرے کی کیفیت ہو بہو سب کی سب اس لڑکے کو دیکھنے سے ان چند قدموں کے چلتے چلتے ہی یاد آگئی ہے وہ بھی ہنس پڑے۔ کیونکہ جب سے میں ٹرکی سے واپس آیا ہوں مولوی صاحب نہ صرف ایک دفعہ بلکہ کئی بار اپنا تعارف کرا چکے ہیں مگر باوجود یاد کرنے اور کوشش کرنے کے مجھے کبھی بھی خیال تک نہیں آیا کہ آیا مولوی صاحب کو بھی میں نے اپنی زندگی میں اس سے پیشتر کبھی دیکھا۔ لیکن آپکے بھائی نے آپکی صورت و شکل اور آپکا ہمارے ساتھ پڑھنا سب ہو بہو اسی طرح تازہ کر دیا گویا میں نے واقعی طور پر مولوی صاحب کو ویسے کا ویسا ہی دیکھ لیا جیسا کہ وہ طالبعلمی کی حالت میں تھے اور جب ایک دفعہ وہ قادیان میں آئے اور ہمارے ساتھ سبق میں شریک ہوئے اور مجھے یہ بھی یاد آگیا کہ وہ سبق میں چند دن ہی شریک ہوئے تھے اور پھر جلدی ہی چلے گئے تھے اور یہ سب کچھ اس لئے یاد نہیں آیا کہ مولوی صاحب کے بھائی کی شکل مولوی صاحب کی طرح ہے بلکہ ان دونوں میں بہت فرق ہے بلکہ جس بات نے مولوی صاحب کی ہیئت و شکل کو میرے ذہن میں از سر نو تازہ کر دیا وہ اسکی آنکھوں کی ایک خاص قسم کی اس خاص لمحے میں جھپک تھی جس نے میری توجہ کو خاص طور پر اکسایا اور اس قدر اکسایا کہ چند قدم چلتے چلتے ہی تمام پرانی ذہنی کیفیات

Digitized by Khilafat Library

وحالات جو نہ معلوم کہاں چھپی پڑی تھیں یکایک ایک مکمل انسان کی صورت میں اُبھر آئیں جس سے عرصہ گیارہ سال کا ہوتا ہے کہ میں کبھی روشناس تھا اور پھر اسے بالکل ہی بھول گیا تھا۔

یہ ایک واقعہ ہے جس نے مجھے نفس بشری کے عالم غیب کے متعلق ایک آدھ بات مگر نہایت ہی ضروری بات کی طرف اسقدر ترغیب دی ہے کہ مجھ سے تہجد کی نماز مشکل سے ادا ہو سکی اور اسوقت رات کے قریباً پانچ بجے ہیں کہ میں یہ سطور لکھ رہا ہوں اور مجھے امید ہے کہ جس مخلصانہ رویہ کے ساتھ میں یہ بات احباب کو پہنچانا چاہتا ہوں وہ اسکی قدر کرتے ہوئے ذرا اس مضمون کو غور سے پڑھینگے۔

قوّت داعیہ جو ذہنی تصوّرات اور نفسی کیفیّات کو محفوظ رکھتی ہے

یہ ایک ہی واقعہ نہیں جو میرے ساتھ گذرا بلکہ اس قسم کے واقعات عموماً ہر ایک انسان کے ساتھ گذرتے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے نفس کے اندر قوّتِ حافظہ کی طرح ایک نہایت ہی مخفی قوّتِ داعیہ بھی ہے جو ذہنی تصوّرات اور نفسی کیفیات کو اپنے اندر ایسی چھپا لیتی ہے جیسے سمندر کسی چیز کو اپنی تہ میں بلکہ اس سے بھی زیادہ خوبی کے ساتھ یہاں تک کہ برسوں گذر جاتی ہیں اور انسان کو یاد کرنے اور جستجو کرنے اور ٹٹولنے سے بھی معلوم نہیں ہوتا کہ کہیں اسکے پہلو میں وہ چیز ہے بھی یا نہیں اور اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نسیان اگر کچھ حقیقت رکھتا ہے تو صرف اسی قدر کہ وہ بھولی بسری بات ہمارے دماغ کے کسی گوشہ میں اس طرح چھپی بیٹھی ہوتی ہے کہ ہم اسے دیکھ نہیں سکتے ورنہ وہ اپنی ذات میں معدوم نہیں بلکہ موجود ہے اور ہو بہو اسی حالت میں موجود ہے جس حالت میں کہ وہ پہلے پہل دماغ میں داخل ہوئی تھی اور صرف اس بات کا انتظار کر رہی ہے کہ کوئی واقعہ پیش آئے جو اپنی بیرونی تحریک سے دماغی ذرّات کو ایک خاص تبدّل و تغیّر کے ساتھ ترکیب دے اور وہ جھٹ سے سامنے آموجود ہو۔ پس عالمِ غیب میں اگر نسیان کی حقیقت ہے تو صرف اس قدر ہے کہ ہر ایک حالت اور ہر ایک کیفیت جو ہماری آنکھوں۔ ہمارے کانوں اور دیگر حواس کے ذریعہ سے ہمارے ذہن میں پیدا ہوتی ہے وہ کبھی محو نہیں ہوتی بلکہ محفوظ رہتی ہے اور اپنی شکل و صورت کے ساتھ محفوظ رہتی ہے اور وہ قوّت داعیہ جو اسے چھپائے رکھتی ہے اس کا ظرف تنگ نہیں بلکہ بہت ہی وسیع ہے اور اس قدر وسیع ہے کہ اسمیں ہزاروں۔ لاکھوں۔ کروڑوں اور بے شمار معلومات و اثرات اور خیالات بغیر اسکے کہ ایک دوسرے کے لئے جگہ تنگ کریں سمٹ سکتے ہیں اور یہ نہیں کہ اسکے اندر داخل ہو کر آرام سے بیٹھے رہیں بلکہ جس طرح عالمِ شہادت میں انکار فساد لڑائی و جھگڑا ہو رہا ہے اور تمام کائنات ایک

Digitized by Khilafat Library

دوسرے پر اپنا اثر ڈال رہی ہے بالکل اسی طرح مگر خاموشی اور سکون کے ساتھ اس قوّت داعیہ میں مختلف قسم کے معلومات اور احساسات اور افکار ایک دوسرے کے ساتھ کشمکش کرتے اور ایک دوسرے پر اپنا دباؤ ڈالتے ہیں اور ان کے اس طرح پر آپس میں لپٹا لپٹی اور ایچا پیچی سے جو سماں بندھتا ہے اور جو کیفیت طاری ہوتی ہے اس کی مخفی تاثیر سے ہمارے ظاہری محسوس ہونے والے سارے ذہنی تصوّرات شکل و صورت بدلتے اور اسکے اثر سے ہمارے افکار و حرکات اور ہمارے سارے اعمال متاثر ہوتے رہتے ہیں اور اس طرح پر متاثر ہوتے ہیں کہ ہمیں اسکا شعور بھی نہیں ہوتا۔ پس ہماری حالت کیسی خطرناک ہے اس قوّت داعیہ کے ہوتے ہوئے کیونکہ ہمیں معلوم نہیں کہ اس کے ظرف میں بیرونی مؤثرات کے ماتحت کیا کچھ بھرا پڑا ہے آیا اس میں زہر ہے یا تریاق اور پھر کیا اس تریاق نے اس زہر پر اپنا مخالف اثر کیا ہے یا موافق۔ اور جو انکے ملنے سے حالت پیدا ہوئی ہے آیا وہ ایسی حالت ہے کہ جو ہماری عام صحت کو قائم رکھے گی یا اسے برباد کر دیگی۔ جن امور کے متعلق ہمیں علم ہوتا ہے انکا تدارک تو ہم کر سکتے ہیں مگر جن کا ہمیں علم ہی نہیں ان کے متعلق ہم سے کیا بن سکتا ہے ؛

عالمِ نفس میں ہمارا نگران

آپنے دیکھا ہوگا کہ ہمارے نفس کے عالمِ غیب میں ایک رقیب (پہرہ دار خبردار رکھنے والا) بھی ہے۔ جونہی ہم غفلت میں راستہ سے کہیں اِدھر اُدھر نکلتے ہیں وہ رقیب ہمیں خبردار کہ کر ہوشیار کر دیتا ہے۔ مَیں نے اپنے عالمِ نفس میں بسا اوقات مشاہدہ کیا ہے اور آپنے بھی ضرور دیکھا ہوگا کہ جونہی ہمارے دل میں بدی کے خیالات کی رَو چلتی ہے مثلاً جب ہمیں کسی کے متعلق بغض یا انتقام کا خیال آتا ہے تو معاً ہم ایک زور کا دھکا کا محسوس کرتے ہیں اور ہمارے اندر سے کوئی یہ کہتا ہوتا ہے کہ کیا ہی بُرا خیال ہے اسے چھوڑ دو۔ تمہارا نفس اس سے اعلیٰ ہونا چاہئیے اور جسقدر کوئی نفس اعلیٰ اور شریف ہوتا ہے اسی قدر وہ بُغض اور انتقام سے بلند تر ہوتا ہے۔ تب ہم اس خیال کو روک دیتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا بالکل نہیں رہا اور دل میں ایک شکر کا احساس پیدا ہوتا ہے کہ باری تعالیٰ کا یہ ایک محض احسان ہے جو اس نے یہ رقیب بھی ہمیں عطا کیا ہے بعض وقت نماز میں بھی ایسا ہوتا ہے کہ ذرا اِدھر اُدھر سے خیالات کی رَو چلی اور جونہی ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ راز و نیاز کی باتیں کرنے میں غافل ہوئے تو معاً ہمیں یہی رقیب ہلا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ہوش کرو کہ کس کی جناب میں کھڑے ہو اور کیوں کھڑے ہو۔

یا مثلاً ہم کسی مجلس میں بیٹھے ہوتے ہیں اور لاشعوری یعنی بے خبری کی حالت میں کوئی خلافِ ادب حرکت کرنے لگیں تو معاً اس کا خیال آتے ہی وہ رقیب ہمیں آگاہ کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ایسا مت کرو لوگ ہنسیں گے یا ملامت کرینگے۔ غرض ہمارے نفس کے ساتھ جو رقیب (نگران) وقتاً فوقتاً ہمیں خطرہ کے وقت خبردار کرکے جگا دیا کرتا ہے وہ رقیب ہمارے نفس کے عالم غیب میں اس مخفی قوّت داعیہ کے ساتھ نہیں ہے کہ وہ وہاں بھی جو کچھ کہ جمع ہے اور جو کچھ کہ تغیّر تبدل ہو رہا ہے اسکے متعلق ہمیں آگاہ کرتا رہے۔ یہ رقیب تو ہمیں صرف اس وقت آگاہ کرتا ہے جب اس قوّت داعیہ کے مخفی در مخفی اثرات کے ماتحت ہماری دماغ میں بدی کے خیالات کی رو سمندر کے موجوں کی طرح اُبھرنی اور بہنی شروع ہوتی ہے اور جب ہمیں دماغ کی سلوٹوں میں وہ رَو تیزی کے ساتھ چلتی ہوئی محسوس ہونے لگتی ہے اس لئے میں نے کہا ہے کہ ہماری حالت ایسی قوّت کے ہوتے ہوئے نہایت خطرناک ہے کیونکہ جو رطب و یابس اس میں پڑتا ہے اسے سمیٹ لیتی ہے نہ صرف سمیٹ لیتی ہے بلکہ اسے مخفی طور پہ محفوظ رکھتی ہے اور اس طرح محفوظ رکھتی ہے کہ پھر اس کا اثر ہماری زندگی کی تمام کیفیتوں پہ پڑتا ہے اور ہمیں معلوم بھی نہیں ہوتا ٭

Digitized by Khilafat Library

ایک مثال اس خطرہ کو زیادہ واضح کرنے کے لئے مَیں ایک دو موٹی مثالیں دیئے دیتا ہوں کیونکہ بعض احباب سے مجھے سننے کا اتفاق ہوا ہے کہ وہ میرے مضامین کو اچھی طرح نہیں سمجھ سکتے۔ اور اس وجہ سے مَیں نے لکھنا ہی چھوڑ دیا ہے اور لکھتے وقت مجھے ہمیشہ طوالت کا خوف رہتا ہے۔ فرض کیجئے کہ کسی بدبخت شخص کو خودکشی کا خیال پیدا ہوا لیکن اپنے بیوی بچّوں کا خیال کرکے یا کسی اور سبب سے اس نے اس خیال کو دبا دیا اور اپنے نفس پر قابو رکھا۔ یہاں تک کہ کچھ دن گذرنے کے بعد وہ موت کا خیال مدھم ہوتے ہوتے بالکل ذہن سے غائب ہے مگر اتفاق یہ ہوتا ہے کہ وہ کسی دریا سے گذرتے ہوئے یا کسی پل پر بیٹھے اچانک دل میں ایک دھکا سا محسوس کرتا ہے اور ادھر سے پاؤں اُکھڑتا ہے یا پھسلتا ہے۔ پھر کیا ہے کہ موت کے بھنور میں لڑکھڑاتا ہوا جا گرتا ہے پس اگر ہم اس حادثہ کے اسباب میں اُس قوّتِ داعیہ کے مخفی اثر کے اس موقعہ پہ یکایک ابھر اٹھنے کو اور پھر اس کے تمام اعصاب پر بجلی کی طرح اپنے اثر گرانے کو شمار کر لیں تو سَو میں سے پچاس ایسے حادثات کا سبب اصل میں وہی مخفی خواہش خودکشی کی ہوگی جو

کبھی پہلے دل میں اُٹھی تھی اور پھر اسے وقتی طور دبا دیا گیا تھا۔ اور اس نے خیال کرلیا کہ وہ بالکل نہیں رہی حالانکہ وہ در پردہ موجود تھی اور کسی خاص مناسب موقعہ کو تاڑ رہی تھی ؛

قوت داعیہ کے اندرونی ذخیرہ کا اثر اعمالِ انسانی پر

بالکل اسی طرح انسان کے تمام اعمال پر اس قوتِ داعیہ کے اندرونی ذخیرہ کا اثر ایک بارود کی طرح کام کرتا ہے اس لئے اسکے متعلق حد درجہ کی احتیاط درکار ہے ورنہ ہم ہر وقت خطرہ میں ہیں۔ ہم جس قدر بُری صحبتوں سے خلا ملا رکھیں گے اسی قدر زیادہ ڈر ہے کہ ہماری یہ قوت اُن کے بُرے اثرات کا نشانہ بنے اور ان کے اثرات کو اپنے اندر سمیٹتی رہے اور اسی قدر زیادہ خوف ہے کہ ہماری زندگی کی رَو صراطِ مستقیم سے بے اختیار ہو کر کہیں دُور نکل جائے۔ ایسا ہی جسقدر ہم زیادہ نیکوں کی صحبت اختیار کرینگے اسی قدر زیادہ امید ہے کہ ہماری اس قوت کو نیک اثرات اپنے اندر جذب کرنیکا موقعہ ملے اور ہماری زندگی کی رَو صراطِ مستقیم کے قریب قریب آتی جائے اور اسی طرح پر جسقدر بد اور ناجائز باتیں ہمارے کانوں میں پڑینگی اور آنکھوں کو ان کے دیکھنے کا موقع ملیگا اسی قدر زیادہ اس قوتِ داعیہ کا ظرف ان سے پُر ہوگا اور اس کے بالعکس جسقدر زیادہ نیک باتیں ہمارے کانوں کے اندر پڑینگی اور آنکھوں کو انکے مشاہدہ کرنیکا موقع ملیگا اسی قدر زیادہ ان سے وہ قوت پُر ہوگی اور اپنا اثر دکھائیگی۔ ایک والد جو محبت سے اپنے بچے کے ہاتھ میں چھڑی دیتا ہے اور کہتا ہے کہ لو بچہ فلاں کو مارو اور پھر وہ اسکے مارنے پر ہنستا اور خوش ہوتا ہے تو اس والد کو ہنسنا اور خوش ہونا نہیں چاہیئے کیونکہ وہ اسوقت اس پر درحقیقت ظلم کر رہا ہوتا ہے۔ اور اسے آئندہ کے لئے درندہ بنا رہا ہے۔ ایسا ہی ایک ماں جو اپنے بچے سے ایک چیز چھپا کر کہتی ہے کہ "بچہ کوئی نہیں" یہ خالی ہاتھ دیکھ لو اور پھر کھلکھلا کر اسی ہاتھ سے دکھا دیتی ہے کہ یہ لو وہ چیز ہے تو وہ اس وقت اس سے پیار و محبت نہیں کر رہی بلکہ اس بچہ کی قوتِ داعیہ کی سرزمین میں جھوٹ کا بیج بو رہی ہوتی ہے۔ دو مختلف مدرسہ کے طالبعلم ہمارے آنکھوں کے سامنے آتے ہیں ایک کے اطوار و گفتار میں ادب و شرم و حیا کی جھلک دکھا رہی ہوتی ہے اور اخلاص اور محبت کا نور انکی پیشانی پر چمک رہا ہوتا ہے۔ اور دوسرے مدرسہ کے طالبعلموں سے وقاحت۔ گستاخی۔ اوچھاپن اور وحشت ٹپک رہی ہوتی ہے اور ان کی شکلوں پر نحوست کی تاریکی چھائی ہوئی ہوتی ہے اور جب وہ بات

کرتے ہیں تو کلام میں نہ کوئی ربط ہوتا ہے اور نہ جوڑ۔ تو ہم اس فرق کے اسباب آسانی سے معلوم کر سکتے ہیں کہ اس مدرسہ میں اساتذہ کی رفتار و گفتار و تعلیم و تربیت اس مدرسہ کی تعلیم و تربیت کے مقابل میں کیا نسبت رکھتی ہے ؛

قوت داعیہ کے ذخیرہ کے متعلق احتیاط کی ضرورت

غرض ہماری زندگی کی ساری کی ساری تکوین (بناوٹ) اور اس کی رَو کا سارا کا سارا دار و مدار یہ ہے کہ اس قوتِ داعیہ کے متعلق یہ احتیاط رکھیں کہ اس میں کیا پڑ رہا ہے اور اس میں کیا پڑنا چاہیئے ؛

یہ ایک بات ہے اور دوسری آدھی بات جو میں کہنا چاہتا ہوں

اور میں اسے آدھی اس لئے کہتا ہوں کہ یہ میرا ایمان ہے کہ اسکے متعلق ہمارے آقائے نامدار محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوری کی پوری بات کہدی ہے اور ہم جو کچھ بھی اسکے متعلق کہیں گے وہ صرف آدھی ہی بات ہوگی

یہ اثرات مٹانیکا علاج استغفار سے کرو

وہ مسئلہ استغفار ہے۔ کیونکہ جس قدر کثرت سے ہم جناب الٰہی سے مغفرت چاہینگے اسی قدر زیادہ امید ہے کہ جناب الٰہی اپنے علم سے ایسے مخفی در مخفی غائبانہ اسباب پیدا کر دے جو اس قوت کے اندرونی اثرات کو اپنی اپنی جگہ پر ہی دبائے رکھیں۔ اور ان اثرات کو ان معنوں میں معطل کر دے کہ اس کا اثر ہماری زندگی پر مخالف نہ پڑے ؛

استغفار کی فلاسفی

مغفرت کے معنی دبانے کے ہیں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مغفرت کے فلسفہ کو کھول کر بیان کر دیا ہے اور حقیقت حال یہ ہے کہ ہماری قوتِ داعیہ کے تفاعیل (یعنی وہ حالات جو اسکے اندر ہی پیدا ہو رہے ہیں) پر کوئی بھی رقیب نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی ذات جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے ولقد خلقنا الانسان ونعلم ما توسوس بہ نفسہ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ اذ یتلقی المتلقیان عن الیمین وعن الشمال قعید ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید۔ یعنی جب نیک و بد خیالات چپ و راست سے اٹھ اٹھ کر آپس میں ٹکراتے ہیں اور جو کچھ کہ ابال و چڑھاؤ اسوقت نفس انسانی میں پیدا ہوتا

ہے اسوقت ایک رقیب انسان کو بتانے کے لئے حاضر رہتا ہے کہ وہ کن پانیوں میں کھڑا ہے لیکن مخفی در مخفی اسباب جو اُن وسواس کا حقیقی باعث ہوتے ہیں انکو جاننے والی صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے کیونکہ وہ خالق ہے۔ جس راستہ سے وہ خیالات ہمارے اندر داخل ہوتے ہیں اور جس راستہ سے وہ دوبارہ اُبھر کر اپنے اثرات دکھلاتے رہتے ہیں اس کی ناکہ بندی کرنے والا علم الٰہی ہے چاہیئے کہ اسی کی جناب میں شب و روز گریہ و زاری رہے تا وہ ہمارے لڑکھڑاتے ہوئے قدم کو سنبھالے۔ ہمارا دل بین اصبعی الرحمٰن رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ہے اس کے انقلاب کی کیفیات سے کوئی آگاہ نہیں مگر وہی اور وہی پاک ذات ہے جس کے حضور گڑگڑانا چاہیئے اور اپنی کمزوریوں کو ایک ایک پیش کر کے عاجزانہ طور پر طلب کرنا چاہیئے کہ وہ انکو اپنے پردۂ رحمت میں ایسا چھپائے کہ کبھی انکا ظہور نہ ہو ؛

جب کبھی انسان اپنے دل میں وساوس کی رو چلتی ہوئی پائے تو لا محالہ وہ اللہ تعالےٰ کے حضور پناہ مانگے کیونکہ وہ اسکے مبدء اور اسکے اصل الاصول سے واقف کار ہے یہ وہ بات ہے جس کا مجھے آج مذکورہ واقعہ کی بنا پر اسقدر خیال آیا کہ میں نے اپنا فرض سمجھا کہ اس کے متعلق احباب کو کچھ کہوں ؛

Digitized by Khilafat Library

استغفار و تعوذ اصلاح نفس بشری کیلئے حتمی قانون

استغفار اور تعوذ نفسِ بشری کے اِن حالات کی جو پردۂ غیب میں خاموشی سے اپنا کام کر رہی ہیں اصلاح کے لئے ایک ایسا ہی طبعی اور حتمی قانون الٰہی ہے کہ اسکے بغیر نفسانی وساوس کے آفات سے ممکن ہی نہیں کہ انسان نجات پاسکے اور یہ ایسا ہی طبعی اور حتمی قانونِ اصلاح ہے جس طرح کہ یہ اٹل قانون ہے کہ جو کچھ کہ اثرات باہر سے انسان کے صحیفہ ذہن پر پڑتے ہیں وہ اس میں میخ کی طرح جم جاتے ہیں اور ان پر نسیان کا جالا تن جاتا ہے اور وہ جزو لاینفک بن کر اندر ہی اندر خاموشی سے اپنا کام کیئے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ ایک وقت آتا ہے کہ وہ مناسب موقع اور محل پاکر کسی بیرونی خفیف سی تحریک کے زیر اثر جھٹ اپنی پوری قوت کے ساتھ دفعتاً باہر اچھل پڑتے ہیں اور اپنے فعل کو نمایاں طور پر ظاہر کر دیتے ہیں اور ایسے رنگ سے ظاہر کر دیتے ہیں کہ انسان کو اسکی توقع بھی نہیں ہوتی اور پھر ان کے ظاہر ہوتے ہی انسان ان کی زبردست بہاؤ کے آگے لڑکھڑاتا ہوا چلا جاتا ہے اور سنبھلنے سے نہیں سنبھلتا۔ پس جس طرح سے یہ ایک لازوال الٰہی قانون ہمارے نفس کے عالم غیب میں اس خاموشی اور یقینی نتیجہ کے ساتھ کام کر رہا

ہے کہ ہمیں اس کے تار و پود اور ساخت و ریخت کا تب تک علم ہی نہیں ہوتا جبتک کہ اس کا نتیجہ آخری چھلانگ مار کر ہمارے نفس کے عالمِ شہادت میں نہیں آجاتا بالکل اسی طرح عین اسکے مدِمقابل میں اسکے اثرات کو تھامنے اور روکے رکھنے کے لئے رحمتِ الٰہی نے استغفار کا غیر متبدل قانون تجویز کیا ہے اور یہ ایسا قانون ہے کہ اسکے بغیر مخفی در مخفی حالات کی اصلاح کے لئے اور کوئی چارہ ہی نہیں کیونکہ پردہ غیب کے حالات جو کہ ہماری نظر سے اوجھل ہیں ان کا تدارک نہیں کر سکتے۔ مگر وہ علیم بذات الصدور قادرِ مطلق خدا ہی کی ذات ہے جو انکے مخفی اثرات کی تلافی اپنی مشیئت ربانی سے کر سکتی ہے پس ہمارے نفس کے عالمِ غیب کے حالات کی ساخت اور تکوین اور انکے مقابل میں ہماری لاعلمی اور بےبسی دونوں سے دونوں طبعاً تقاضا کر رہے ہیں کہ توبہ اور استغفار تعوّذ اور گریہ زاری کے ذریعہ سے اسکی رحمت کو اکسایا جائے تا اسکا اثر بلاواسطہ نہایت ہی گہرا نفسانی وسوسہ کی جڑ تک ہو اور وہاں سے بالکل کٹ جائے ؞

باطنی اصلاح باطنی مؤثرات ہی سے ہو سکتی ہے۔

اور نیز ان غائب در غائب حالات کی اصلاح کے لئے استغفار کے بغیر چارہ اسلئے بھی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نے نفسِ بشری کی باطنی اصلاح کے لئے یہ قانون مقرر کر دیا ہے کہ وہ صرف اپنے باطنی اور انفسی (یعنی اپنے ہی) مؤثرات کے ماتحت ہی اصلاح پا سکتی ہے اور بیرونی اسباب کے ذریعہ سے جو کچھ بھی اصلاح کرنیکی کوشش کی جاتی ہے وہ اوّل تو اتنی کارگر نہیں ہوتی اور اگر کارگر ہو بھی تو محض اسلئے کارگر ہوتی ہے کہ وہ بیرونی اسباب خود نفس بشری کے اندر اس قسم کے حالات پیدا کر دیتے ہیں جو پھر انفسی مؤثرات (اثر ڈالنے والے اسباب) کی شکل اختیار کر کے اپنی طبیعت کے مطابق حقیقی اصلاح کو سرانجام دینے کے لئے کام شروع کر دیتی ہیں ؞

طریق اصلاح کی ایک مثال

ایک شرابخور جسکے ذہن میں نشہ کی لذت اور اسکے سرور اور عالمِ خوابیدگی کے مزہ کی تصویر جمی ہوئی ہوتی ہے جونہی وہ اس تصویر کو اپنے خیال میں لاتا ہے اسکی طبیعت میں ایک خلجان اور حرکت پیدا ہوتی ہے تب اسکے دل میں ارادہ پیدا ہوتا ہے پھر کیا ہے ہاتھ میں جام ہے اور منہ میں شراب اور سر آنکھوں میں خمار۔ پس جب تک کہ اندر سے اس ذہنی تصویر کو بالکل دور نہیں کر دیا جائیگا شراب پینے کے ارادہ کو ہم کسی طرح زائل نہیں کر سکیں گے اور نہ ہی اسکی اس بدعادت کو ہٹانے کے قابل ہونگے اور نشے کی لذت اور سرور کی ذہنی خوبصورت تصویر صرف اسی طرح مخدوش اور بتدریج ہو سکیگی کہ اسکے بالمقابل ذہن

میں شراب کے نقصانات کی بدنما تصویر کھڑی کر دی جائے۔ پس اگر وہ شراب خوار اُٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے یہ خیال کرے اور اپنی زبان سے کہے کہ شراب میں کیا فائدہ ہے کچھ نہیں کمبخت کڑوی بدذائقہ سی ہے بدبودار ہے مال کے نقصان کا موجب اخلاق کے نقصان کا موجب صحت کی بربادی کا سبب بدنامی کا باعث عزت و آبرو کا گھاٹا اور اس طرح ناک چڑھاتے ہوئے تھوکتے ہوئے کہے کہ میں اب اسے نہیں پیؤنگا۔ اگر شراب خور اس طرح ایک مُدت تک عزم وجد سے کے ساتھ تصوّر کرتا رہے تو اس کا طبعی نتیجہ یہ ہوگا کہ پہلی تصویر مدہم ہوتی جائیگی اور اس نئی تصویر کے ماتحت شراب چھوڑنے کا ارادہ قوی ہوتا جائیگا۔ یہاں تک کہ ایک وقت آئیگا وہ شراب چھوڑنے کے قابل ہو جائیگا اور اس قانون کے ماتحت انسان آہستہ آہستہ تمام بدیاں چھوڑا کرتا ہے یہ ایک مثال ہے جو میں نے ایسے واقعات کی بناپر دی ہے جو ہر ایک انسان کے ساتھ کسی نہ کسی رنگ میں ضرور گذرتے ہیں اور ان سے ہر ایک انسان بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نفس بشری کی عام اصلاح کے لئے کیا قانون تجویز کیا ہے۔

انسان کے نفس کی کامل اصلاح استغفار پر موقوف ہے۔

پس اس فطرتی قانون کا بھی یہی تقاضا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی جناب میں استغفار کرتے ہوئے ہمیشہ گداز ہوتا رہے کیونکہ عالم الغیب عالم الشہادت ہستی نے چاہا ہے کہ انسان کے نفس کی کامل اصلاح استغفار سے ہو نہ اور کسی طریقہ سے۔ ہمارے آقائے نامدار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے عظیم الشان انسان جب کسی مجلس میں تشریف رکھتے تو استغفار کی طرف آپکی طبیعت اکثر مائل رہتی یہاں تک کہ ستّر بار دُعائے استغفار پڑھنے کی نوبت پہنچ جاتی اور ایسا ہی ہمارے آقائے نامدار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ ”یہی خواہش استغفار فطرتاً ہے۔ جو شخص کسی عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور پھر ہمیشہ کے لئے استغفار اپنی عادت نہیں پکڑتا وہ کیڑا ہے نہ انسان۔ اور اندھا ہے نہ سوجاکھا اور ناپاک ہے نہ طیب“ حقیقی تقویٰ اور حقیقی پاکیزگی کا سربستہ راز یہ ہے کہ انسان ہر وقت جناب الٰہی میں گداز ہوتا رہے اور کیا ہی مزے کا وہ عالم ہے جب انسان کے نفس سے رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین کے معانی سے بھرا ہوا ایک اُبال اُٹھتا ہے جس کے اثر سے ذرہ ذرہ جسم مخمور اور نشے کی سی حالت میں ہو جاتا ہے۔

(زین العابدین)

قیامت میں سزا کی غرض

سوال - قیامت میں سزا کی غرض کیا ہے - عبرت غیر کو اور اصلاح سزایاب کے لئے ناممکن ہے انتقام خلاف تہذیب ہے؟

Digitized by Khilafat Library

جواب - قیامت کی سزا کا دمِ نقد فائدہ عبرت اور اصلاح ہو رہا ہے - قیامت پر ایمان تمام نیکیوں کا محرک اور بدیوں سے روکنے والا اسی عالم میں ہے - کیا جناب یہ پسند فرماوینگے کہ جو باتیں بدیوں سے ڈرانیکے لئے قیامت میں بطور سزا کے بیان کی گئی ہیں وہ غالب کے قول کا مصداق ہوں ع دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے - قیامت میں سزا دینے کے حسب ذیل فوائد ہیں -

اوّل خدا اور اُسکے اصولوں کا سچّا ہونا جیسے قرآن کریم میں ہے ونفخ فی الصور فاذا ھم من الاجداث الیٰ ربّھم ینسلون ۰ قالوا یا ویلنا من بعثنا من مرقدنا - ھٰذا ما وعد الرحمٰن وصدق المرسلون - یعنی قبروں سے جب لوگ اُٹھائے جائینگے اور سزا جزا اُنکے سامنے آئیگی تب وہ سوال کرینگے کہ ہمیں کس نے اُٹھایا ہے تو اُن کو جواب دیا جائیگا کہ یہ خدا کے وعدہ کے پورا ہونیکا وقت اور رسولوں کی سچائی کے پورا ہونے کا وقت ہے - سو اگر قیامت میں سزائیں نہ ملیں تو وعدہ خداوندی باطل اور رسولوں کا کاذب ہونا لازم آتا ہے -

دوسری غرض یہ کہ مجرم کو جب تک سزا اُس کا جرم بتا کر نہ دیجائے - تو اُسکے دل میں پشیمانی اور جرم کی بُرائی نہیں بیٹھتی - اس مضمون کی طرف حسب ذیل آیات میں اشارہ فرمایا ہے - ویوم یعضّ الظالم علیٰ یدیہ یقول یالیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا یا ویلتی لم اتّخذ فلاناً خلیلا لقد اضلّنی عن الذکر بعد اذ جاءنی وکان الشیطٰن للانسان خذولا - وقال الرسول یارب ان قومی اتخذوا ھٰذا القراٰن مھجورا - وکذالک جعلنا لکل نبیٍّ عدوًا من المجرمین وکفیٰ بربک ھادیاً ونصیرا - (سورہ فرقان رکوع ۳)

یعنی جس دن کاٹیگا ظالم اپنے دونوں ہاتھوں کو اور کہیگا کاش کہ رسول کے ہمراہ میں بھی کوئی راہ اختیار کرتا ہائے افسوس کاش کہ میں نہ بناتا فلانے کو دوست البتہ تحقیق گمراہ کیا اُس نے مجھ کو ذکر سے اُس کے بعد کہ آیا میرے پاس (ذکر) اور ہے شیطان آدمی کو ہلاکت میں ڈالنے والا - اور کہیگا رسول اے میرے رب تحقیق میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑا ہوا بنا رکھا تھا اور اسی طرح بنایا

ہم نے ہر نبی کے واسطے دشمن گنہگاروں میں سے اور کافی ہے رب تیرا ہدایت کرنے والا اور مدد کرنے والا۔

Digitized by Khilafat Library

تیسری غرض۔ مظلوم کے دل کو تسکین نہیں ہو سکتی جب تک ظالم کو سزا نہ دیجائے۔ اور نہ نیک اعمال کو اپنے نیک عمل کا قدر کیا جانا معلوم ہوتا ہے جب تک بدعمل کو سزا نہ ہو۔ چنانچہ اس کی طرف اشارہ حسب ذیل آیات میں کیا گیا ہے ربنا اخرجنا منہا فانا ظالمون قال اخسئوا فیہا ولا تکلمون انہ کان فریق من عبادی یقولون ربنا آمنا فاغفر لنا وارحمنا وانت خیر الراحمین۔ فاتخذتموھم سخریا حتی انسوکم ذکری وکنتم منہم تضحکون انی جزیتھم الیوم بما صبروا انہم ھم الفائزون۔ یعنی اے رب نکال ہم کو اس سے پس اگر پھر کرینگے ہم تو تحقیق ہم ظالم۔ اللہ کہیگا دور ہو اسمیں اور مت کلام کرو مجھ سے تحقیق تھا ایک فریق میرے بندوں میں سے جو کہتے تھے۔ اے رب ہمارے ایمان لائے ہم پس بخش ہم کو اور رحم کر ہم پر اور تو بہتر رحم کرنے والا ہے تو بنایا تم نے انکو ہنسی یہاں تک کہ بھلادی تم کو انہوں نے یاد میری اور تھے تم ان سے ہنستے۔ تحقیق میں نے جزا دی انکو آج اسکی جو وہ صبر کرتے تھے یہ کہ وہی ہیں مراد پانیوالے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قرآن کریم میں فالیوم الذین آمنوا من الکفار یضحکون علی الارائک ینظرون ھل ثوب الکفار ما کانوا یفعلون یعنی آج وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں کافروں سے ہنستے ہیں تختوں پر دیکھتے ہیں کیا بدلہ دیئے جاتے ہیں کافر اس کا جو تھے وہ کرتے۔

چوتھا فائدہ۔ شفاعت کنندوں کی عزت و وجاہت کا ثابت ہونا۔ شفاعت سے کچھ لوگوں کا نجات پانا۔ جیسے فھل لنا من شفعاء فیشفعوا لنا او نرد فنعمل غیر الذی کنا نعمل قد خسروا انفسھم وضل عنھم ما کانوا یفترون۔ یعنی پس کیا نہیں ہمارے لئے سفارش کرنیوالے پس سفارش کریں ہمارے لئے یا واپس بھیجے جائیں ہم تو عمل کریں خلاف اس کے جو ہم کرتے تھے۔ تحقیق خسارہ میں ڈالا انہوں نے اپنی جانوں کو اور کھویا گیا ان سے جو کچھ کہ تھے وہ افترا کرتے۔ (سورہ اعراف رکوع ۶)

پانچواں فائدہ۔ جھوٹے معبودوں کا اپنے پرستاروں کی مدد سے عاجز ہونا اور انکی شفاعت سے ان کو کچھ فائدہ نہ پہنچنا۔ چنانچہ مشرکوں کا یہ خیال تھا کہ ہمارے معبود ہماری شفاعت کرینگے ہمیں خدا کا مقرب بنائینگے۔ میدان محشر میں دونوں فریق رو در رو کھڑے کیئے جائینگے۔ پھر

فائدہ نہ پہنچا ئینگے۔ اس مضمون کی طرف ان آیات میں اشارہ ہے یعبدون من دون اللّٰہ مالا یضرھم ولا ینفعھم و یقولون ھٰؤلاء شفعاؤنا عند اللّٰہ قل اتنبّئون اللّٰہ بما لا یعلم فی السموات ولا فی الارض - سبحانہ وتعالیٰ عمّا یشرکون - یعنی وہ عبادت کرتے ہیں سوائے اللہ کے جو نہ ضرر دے اُن کو نہ نفع دے اُن کو اور کہتے ہیں یہ شفاعت کرنے والے ہیں ہماری پاس اللہ کے۔ کیا خبر دیتے ہو اللہ کو اُسکی جو نہیں جانتا وہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں پاک ہے وہ اور بلند ہے اس سے جو وہ شریک کرتے ہیں۔ (سورہ یونس رکوع ۲) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ والذین اتخذوا من دونہ اولیاء ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللّٰہ زلفٰی - انّ اللّٰہ یحکم بینھم فیما ھم فیہ یختلفون ان اللّٰہ لا یھدی من ھو کاذب کفّار - اور جن لوگوں نے بنائے ہیں سوائے اللہ کے دوست نہیں عبادت کرتے ہم اُن کی مگر اسلئے کہ کریں ہم کو وہ اللہ کے قریب۔ تحقیق اللہ فیصلہ کریگا درمیان اُن کے اسمیں کہ وہ جسمیں اختلاف کرتے ہیں۔ تحقیق اللہ نہیں راہ دکھاتا اُسکو جو جھوٹا ہے سخت ناشکرا۔ (سورہ زمر رکوع) اور ایک جگہ ارشاد فرماتا ہے ویوم نحشرھم جمیعاً ثم نقول للذین اشرکوا مکانکم انتم وشرکاؤکم۔ فزیّلنا بینھم وقال شرکاؤھم ماکنتم ایانا تعبدون فکفی باللّٰہ شھیداً بیننا وبینکم ان کنّا عن عبادتکم لغافلین اور جس دن اکٹھا کرینگے ہم اُن سب کو پھر ہم کہیں گے اُن کو جو شرک کرتے ہیں اپنی جگہ پر کھڑے رہو تم اور شریک تمہارے پھر ہم جدائی ڈال دینگے درمیان اُن کے اور کہینگے شریک اُن کے نہیں تھے تم ہماری عبادت کرتے پس کافی ہے اللہ شاہد درمیان ہمارے اور درمیان تمہارے تحقیق تھے ہم عبادت تمہاری سے بے خبر۔ (سورہ یونس رکوع ۳)

مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی اس پیشگوئی کی نسبت مخالفین کی طرف سے بہت اعتراضات ہوتے رہتے ہیں۔ میں نے ایک مکمل رسالہ اس بارے میں لکھا ہے جس میں پہلے تو ایک تمہید ہے جو تمام پیشگوئیوں کی نسبت اصولی ہدایات دیتی ہے۔ ان اصول کو مدنظر رکھنے سے ہر ایک پیشگوئی حل ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد خاص مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی کے بارے میں بسط و شرح کے ساتھ بحث ہے۔ مرزا سلطان محمد کے خط کا عکس بھی ہے قیمت ۶/ محصول ڈاک ا/

Digitized by Khilafat Library

تحریف والحاق کا ثبوت موجودہ انجیل میں

پراٹسٹنٹی اور کیتھولکی نسخوں میں اختلاف

جب کبھی کسی عیسائی دوست سے مذہبی گفتگو ہوتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ تم الوہیت مسیح۔ کفارہ مسیح۔ اور پاک تثلیث پر کیوں نہیں ایمان لاتے۔ ہمارا جواب ہوتا ہے کہ ان مسائل کا جن کتب پر انحصار ہے یعنی بائیبل موجودہ صورت میں وہ اس قابل نہیں کہ ہم اُسے الہامی اور خدا کا کلام سمجھیں کیونکہ جب بنیاد ہی کمزور ہے تو اُس پر جو عمارت بنائی جائے وہ کیسے مضبوط اور اس قابل ہو سکتی ہے کہ ہم اسکے اندر پناہ لیں۔ پوچھا جاتا ہے یہ کیونکر۔ ہمارا جواب ہوتا ہے کہ تم جس کتاب کو منزل من اللہ سمجھتے ہو وہ محرّف و مبدل ہو چکی اور اب اس لائق نہیں رہی کہ ہم اُسے اپنے لئے خضر راہ بنائیں کیونکہ یہ تو ہم دنیاوی قوانین میں بھی دیکھتے ہیں کہ اگر کسی دستاویز یا اسٹامپ میں خفیف سی تبدیلی یا جعل ثابت ہو جائے تو عدالت اُسے مسترد کر دیتی ہے۔ پھر بھلا وہ دستاویز جسے آسمانی دستاویز بتلایا جاتا اور کہا جاتا اور سنایا جاتا ہے کہ اسپر عمل کرنا ضروری ہے اس میں جب بیّن جعل پایا جائے تو وہ کس طرح قابل قبول ہو سکتی ہے۔

اور ہمارا یہ جواب دعویٰ خالی از دلیل نہیں بلکہ اسکے ثبوت میں بیسیوں دلائل ہیں اور وہ بھی تمہاری انجیل سے ہی لیکن بجائے اسکے کہ ہمارے دلائل پر غور کریں.. .. .. اِدھر اُدھر کی باتیں بنانے لگ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ خود عیسائی ہی اس میں جعل سازی کرتے اور تحریف والحاق کے مرتکب ہوتے۔ یہ بات تو قیاس میں بھی نہیں آتی کہ اس میں کوئی تحریف یا الحاق کرے کیونکہ اگر مسیحیت کا ایک فرقہ اس میں تحریف کرے تو دوسرا فرقہ جو اُس کا مخالف ہے شور مچا دیگا۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ عیسائیت کے وہ بے شمار فرقے جو ایک دوسرے کے سخت مخالف ہیں انجیل کے محرف و مبدل کرنے کے لئے متفق ہو گئے ہوں۔

Digitized by Khilafat Library

معزز ناظرین! یہ ہیں وہ مسیحی دلائل لاطائل جو بھولے بھالے عیسائیوں کو پادریوں نے سکھلا چھوڑے ہیں۔ لیکن آج ہم بتلاتے ہیں کہ یہ دلیل اپنے اندر کچھ بھی وزن نہیں رکھتی بلکہ محض دل بہلاوا ہے۔

ہم دکھلاتے ہیں کہ انجیل میں کس طرح ایک فرقہ نے تحریف کی اور دوسرے نے الحاق لیکن

اس کارروائی پر کسی بھی فرقہ نے شور نہیں مچایا۔ سو اسکے لئے ملاحظہ ہو انجیل (نیا عہد نامہ) کا وہ نسخہ جو ۱۹۱۹ء میں کیتھولک ٹرتھ سوسائٹی لاہور نے پہلی بار (اردو زبان) میں شائع کیا۔ اور اسکے بالمقابل وہ نسخہ بھی دیکھا جائے جو برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی لاہور نے ۱۹۰۶ء میں شائع کیا۔

اوّل الذکر نسخہ فرقہ رومن کیتھولک کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ اور مؤخر الذکر پیروان لوتھر یعنی پراٹسٹنٹ نے طبع کروایا ہے۔ ان دونوں نسخوں میں سے ہم بطور نمونہ بارہ اختلاف دکھلاتے ہیں۔ جن کو دیکھتے ہوئے ہمارے ناظرین پر یہ بات واضح ہو جائیگی کہ انجیل میں یقیناً تحریف وتبدل ہوا۔ اور ہر ایک فرقہ نے جب چاہا اس میں گول مال کر دیا جسکے متعلق دوسروں نے کبھی آواز نہیں اٹھائی۔ یعنی اگر کیتھولک نے تحریف کی تو پراٹسٹنٹ خاموش رہے۔ اور پراٹسٹنٹ نے من مانی تبدیلی کی تو کیتھولک چرچ چپ رہا۔ اور انہیں سو سال سے اس قسم کی کارروائیاں ہوتی رہیں جن کی وجہ سے انجیل وہ انجیل ہی نہ رہی جو کبھی انجیل کہلانے کی مستحق تھی:۔

Digitized by Khilafat Library

پہلا نمونہ۔ رومن کیتھولک انجیل (متی باب ۱۷ آیت ۲۱)

"مگر یہ جنس (دیو) نماز اور روزہ کے بغیر نہیں نکالی جاتی ہے"

متی کی انجیل کا یہ ورس کیتھولک نئے عہد نامہ مطبوعہ ۱۹۱۹ء میں موجود مگر پراٹسٹنٹ انجیل متی مطبوعہ ۱۹۰۶ء سے مفقود۔

دوسرا نمونہ (انجیل متی باب ۱۸ ورس ۱۱)

"کیونکہ ابن انسان آیا ہے کہ جو کھو گیا اُسے بچائے"

یہ ورس کیتھولک نسخہ میں ہے لیکن پراٹسٹنٹ انجیل متی باب ۱۸ میں کہیں بھی نہیں ملتا۔

تیسرا نمونہ (انجیل متی باب ۲۳ آیت ۱۴)

"اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس کہ تم لمبی نماز پڑھتے اور بیواؤں کے گھر نگلتے ہو اسلئے تم زیادہ سزا پاؤ گے"

ایہا الاحباب! یہ آیت بھی جو کیتھولک انجیل میں مندرج ہے، پراٹسٹنٹ نسخہ مطبوعہ ۱۹۰۶ء میں نظر نہیں آتی۔

چوتھا نمونہ (مرقس کی انجیل باب ۹ ورس ۴۴ یا ۴۵)

"جہاں اُن کا کیڑا مرتا نہیں اور آگ بجھتی نہیں ہے"
فرقہ رومن کیتھولک کے اردو نسخہ میں یہ آیت رقم ہے مگر پراٹسٹنٹ نسخہ ہیں ندارد۔

پانچواں نمونہ ۔ (مرقس ۹/۴۸) اس میں بھی یہی عبارت ہے کہ

"جہاں اُن کا کیڑا مرتا نہیں اور آگ بجھتی نہیں ہے"
یہ بھی کیتھولک نسخہ میں موجود۔ لاکن پراٹسٹنٹ نسخہ سے مفقود۔

چھٹا نمونہ ۔ (انجیل مرقس باب ۱۱ ورس ۲۶)

"پر اگر تم معاف نہ کروگے تو تمہارا باپ بھی جو آسمان پر ہے تمہارے گناہ معاف نہ کرے گا"
نسخہ رومن کیتھولک میں موجود۔ مگر پراٹسٹنٹ فرقہ کے نسخہ میں یہ آیت مفقود۔

ساتواں نمونہ ۔ (انجیل مرقس باب ۱۵ آیت ۲۸)

"تب یہ نوشتہ کہ وہ بدکاروں میں گِنا گیا پورا ہُوا"
دوستو! یہ ورس بھی پراٹسٹنٹ نسخہ میں نہیں ہے ہاں کیتھولک نسخہ میں موجود۔

آٹھواں نمونہ (انجیل لوقا باب ۱۷ آیت ۳۶)

"دو آدمی کھیت میں ہونگے ایک لیا جائیگا دوسرا چھوڑا جائیگا"
یہ ورس بھی پراٹسٹنٹ نسخہ میں باوجود تلاشِ بسیار نہیں ملتا۔ ہاں رومن کیتھولک نسخہ میں رقم ہے۔

نواں نمونہ (انجیل لوقا باب ۲۳ آیت ۱۷)

"پر اُسے (پلاطوس) ہر عید میں ضرور تھا کہ کسی کو اُنکے واسطے چھوڑ دے"
مسیحی دوستو! یہ عبارت بھی رومن کیتھولک والوں کے اُردو نسخہ مطبوعہ ۱۹۱۹ء میں درج ہے مگر لوتھر کالون وغیرہ کے معتقدین (یعنی پراٹسٹنٹ) کے شائع شدہ اردو نسخہ مطبوعہ ۱۹۰۶ء میں نہیں ہے۔

Digitized by Khilafat Library

دسواں نمونہ ۔ (انجیل یوحنا باب ۵ ورس ۴)

"کیونکہ خداوند کا فرشتہ بعض وقت اُس حوض میں اُترتا اور پانی ہلانے لگتا۔ اور پانی ہلنے کے بعد جو کوئی کہ پہلے حوض میں اُترتا۔ کیسی ہی بیماری میں گرفتار ہو اُس سے اچھا ہو جاتا تھا"
اگر فرقہ کیتھولک کے شائع کردہ اُردو نسخہ کے باب ۵ میں یہ عبارت نظر آتی ہے تو پراٹسٹنٹ کے اُردو نسخہ مطبوعہ ۱۹۰۶ء میں نہیں ملتی۔

میں شراب کے نقصانات کی بدنما تصویر کھڑی کردی جائے۔ پس اگر وہ شراب خوار اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے یہ خیال کرے اور اپنی زبان سے کہے کہ شراب میں کیا فائدہ ہے کچھ نہیں کمبخت کڑوی بدذائقہ سی ہے بدبودار ہے مال کے نقصان کا موجب اخلاق کے نقصان کا موجب صحت کی بربادی کا سبب بدنامی کا باعث عزت وآبرو کا گھاٹا اور اس طرح ناک چڑھاتے ہوئے تھوکتے ہوئے کہے کہ میں اب اسے نہیں پیونگا۔ اگر شراب خور اس طرح ایک مدت تک عزم و جد سے کے ساتھ تصور کرتا رہے تو اس کا طبعی نتیجہ یہ ہوگا کہ پہلی تصویر مدہم ہوتی جائیگی اور اس نئی تصویر کے ماتحت شراب چھوڑنے کا ارادہ قوی ہوتا جائیگا۔ یہاں تک کہ ایک وقت آئیگا وہ شراب چھوڑنے کے قابل ہوجائیگا اور اس قانون کے ماتحت انسان آہستہ آہستہ تمام بدیاں چھوڑا کرتا ہے یہ ایک مثال ہے جو میں نے ایسے واقعات کی بنا پر دی ہے جو ہر ایک انسان کے ساتھ کسی نہ کسی رنگ میں ضرور گذرتے ہیں اور ان سے ہر ایک انسان بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نفس بشری کی عام اصلاح کے لئے کیا قانون تجویز کیا ہے۔

انسان کے نفس کی کامل اصلاح استغفار پر موقوف ہے

پس اس فطرتی قانون کا بھی یہی تقاضا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی جناب میں استغفار کرتے ہوئے ہمیشہ گداز ہوتا رہے کیونکہ عالم الغیب عالم الشہادۃ ہستی نے چاہا ہے کہ انسان کے نفس کی کامل اصلاح استغفار سے ہو نہ اور کسی طریقہ سے۔ ہمارے آقائے نامدار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے عظیم الشان انسان جب کسی مجلس میں تشریف رکھتے تو استغفار کی طرف آپکی طبیعت اکثر مائل رہتی یہاں تک کہ ستّر بار دعائے استغفار پڑھنے کی نوبت پہنچ جاتی اور ایسا ہی ہمارے آقائے نامدار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ "یہی خواہش استغفار فخر انسان ہے۔ جو شخص کسی عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور پھر ہمیشہ کے لئے استغفار اپنی عادت نہیں پکڑتا وہ کیڑا ہے نہ انسان۔ اور اندھا ہے نہ سوجاکھا اور ناپاک ہے نہ طیب" حقیقی تقویٰ اور حقیقی پاکیزگی کا سربستہ راز یہ ہے کہ انسان ہر وقت جناب الٰہی میں گداز ہوتا رہے اور کیا ہی مزے کا وہ عالم ہے جب انسان کے نفس سے ربِّ اغفر وارحم وانت خیر الراحمین کے معانی سے بھرا ہوا ایک ابال اٹھتا ہے جس کے اثر سے ذرہ ذرہ جسم مخمور اور نشے کی سی حالت میں ہوجاتا ہے۔

(زین العابدین)

آریہ سماج کی بنیادی اصولوں کی تردید ویدوں سے

(روح و مادہ انادی نہیں)

جب سے آریہ سماج کا جنم ہوا یا یوں کہئے کہ جب سے آریہ سماجیوں نے ایشور، جیو، پرکرتی (خدا۔ روح۔ مادہ) کی ازلیت و انادیت کا دعویٰ کرنا شروع کیا جبھی سے علماء اسلام نے یہ مطالبہ جاری رکھا کہ تم جو یورپین فلسفہ یا سائینس سے متاثر ہو کر یا اپنے دقیانوسی خیالات کی بناء پر اس بات کا دعویٰ کرتے ہو کہ اس کائنات عالم میں تین چیزیں انادی اور ازلی ہیں۔ کیا اس عقلی ڈھکوسلہ کی تائید میں تمہارے وید بھی کچھ بیان کرتے ہیں؟ کیا ویدوں میں ایسی صریح شرتیاں ہیں جن میں ایشور۔ جیو۔ پرکرتی کو غیر مخلوق اور ازلی بتلایا گیا ہو۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ آریہ سماج باوجود اپنی تمام قوت خرچ کرنے کے بھی اس مطالبۂ عظیم سے عہدہ برآ نہ ہو سکی۔ برعکس اسکے علماء اسلام نے خاص ویدک حوالوں سے ثابت کر دکھلایا کہ روح اور مادہ انادی نہیں بلکہ ایشور کی مخلوق ہیں۔ جن کا جواب آج بھی آریہ سماج کے حیطۂ قدرت و علمیت سے باہر ہے۔ گو اس خیال سے کہ پبلک پر ہماری کمزوری ظاہر نہ ہو ممبران آریہ سماج نے چند ایک فضول اور لایعنی منتر پیش کر کے سرخروئی حاصل کرنا چاہی مگر ناکام اور خائب و خاسر رہے جس کا ہمیں بھی افسوس ہے۔ سماج کے پیشکردہ منتر کیا تھے۔ چڑے چڑیا کی کہانی یا بکری بکرے کی پہیلی بھلا اسقدر زوردار دعویٰ اور اسکی بنیاد پہیلیوں اور بجھارتوں پر قائم ہو سکتی ہے ہرگز نہیں۔ باوجود نصف صدی گذر جانے کے بھی اہل اسلام نے اس مطالبہ کو جاری رکھا ہے اور اُسوقت تک جاری رکھینگے جب تک آریہ سماج کی طرف سے کوئی صاف اور صریح منتر نہ پیش کیا جائے جس میں لکھا ہو۔ کہ جیسے خدا غیر مخلوق اور قائم بالذات ہے ایسے ہی روح اور مادہ بھی۔

حال ہی میں ایک مولوی صاحب نے آریہ سماج رودولی ضلع بارہ بنکی سے تین مطالبے کئے ہیں جنمیں کا ایک یہ بھی ہے کہ

Digitized by Khilafat Library

"کیا وید میں ایسے الفاظ ہیں جن کا مدلول و مفہوم بدلالت وضعی یہ ہو کہ خدا و مادہ و روح تین مستقل ہستیاں ازلی و ابدی ہیں"۔

مگر آریہ سماج مذکور اس مطالبہ کو پورا کرنے سے اسمرتھ رہی اور مولوی صاحب کے اعتراضات یا مطالبات آریہ مسافر دہلی کے اڈیٹر صاحب کے پاس بھیجدیئے کہ ان کا تسلی بخش جواب ہم سے

ہو نہیں سکتا آپ ہی کوشش کریں۔ (مفہوم)

ایڈیٹر صاحب نے رسالہ آریہ مسافر $\frac{1}{9 و 8}$ کے صفحہ ۱۴ و ۱۵ پر تین سوالوں کا جواب دینا چاہا۔ مگر صد حسرتا! کہ ناکامی و نامرادی نے ان کا کبھی ساتھ نہ چھوڑا۔

سوال نمبر ۱ و نمبر ۲ کے متعلق ہمیں اسوقت رائے زنی کرنے کی ضرورت نہیں بکمی فرصت اور قلت گنجائش کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ ہم صرف اس مطالبہ کے زور کو دکھلائینگے جو مسلمان مولوی صاحب نے کیا جسکو ہم نے اوپر نقل کردیا ہے اب دیکھئے ایڈیٹر صاحب اسپر کیا دُر افشانی فرماتے ہیں:-

Digitized by Khilafat Library

جواب۔ بےشک ایسے الفاظ موجود ہیں۔ آریہ سماج کی طرف سے بھی آپکو یہی لکھا گیا لیکن مولوی صاحب نے اگلی چٹھی میں لکھا کہ ہمارا مدعا وید کا وہ منتر معلوم کرنا ہے جس سے بدلالت وضعی تینوں کا انادی ہونا ثابت ہو۔ اسکے لئے اول تو یہ لکھنا کافی ہے کہ وید کے ہزاروں منتروں سے تینوں کی ہستی کا ثبوت ملتا ہے۔ وید منتر پرماتما کی طرف سے جیو (روح) کو پرکرتی (مادہ) سے پیدا ہوئی چیزوں کے استعمال وغیرہ کے متعلق ہدایت دیتے ہیں۔ اور چونکہ وید کا ہر اصول تینوں زمانوں پر ایک سا حادی ہے۔ اسلئے ایشور جیو اور پرکرتی تینوں کا تمام زمانوں میں یعنی ازلی و ابدی ہونا ثابت ہے۔ (قربان جائیں تمام فلاسفیاں اس جواب پر۔ ناقل) مثال کیلئے یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۳ کو دیکھئے۔

"اندھن تمہ پروشنتی یے اسمبھوتم اپاستے۔ تتو بھیہ اِو تے تمو یہ اسمبھوتیا گونگ رتہ" اس میں بیان کیا گیا ہے کہ پرماتما کی جگہ جو اسمبھوتی کی پوجا کرتے ہیں وہ اندھکار یا اگیان یا نرک میں پڑتے ہیں۔

اور جو سمبھوتی کی اُپاسنا میں غرق ہوتے ہیں وہ اُنکے بھی گھور نرک میں پڑتے ہیں۔ اسمیں ایک تو معبود حقیقی پرماتما۔ دوسرا عبادت کرنے والا جیو آتما اور تیسرا پرکرتی جسکی دو اوستھا اسمبھوتی و اسمبھوتی یعنی پیدا شدہ و غیر پیدا شدہ یا لطیف اور کثیف بتائی ہیں ثابت ہیں۔ جیو ایشور کی جگہ پرکرتی کا اُپاسک ہونے سے اگیان دوکھ کا شکار ہوتا ہے خواہ وہ لطیف حالت میں ہو یا کثیف میں۔"

ایہا الاحبابہ! یہ ہے آریہ سماج کے فاضل ایڈیٹر کا جواب جو ایک مسلمان کے مطالبہ کرنے پر لکھا گیا۔ اُردو بھی فصیح اور جواب بھی صاف۔ آخر دہلی میں رہنا اور ہندو فلاسفی کا مطالعہ کرنا

بھی تو بے نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ مسلمان سائل کا سوال تھا کہ وید سے ایسا منتر دکھلاؤ جس میں صریحاً لکھا ہو کہ خدا روح مادہ تینوں ازلی ابدی ہیں۔ مگر ایڈیٹر صاحب یجر وید کا ایک منتر پیش کرتے ہیں جس کا اوّل تو پتہ ہی غلط بلکہ اغلط یعنی ۳۲/۳ اور پھر اس کا ترجمہ بھی من گھڑت طبع زاد اور پھر اس سے جو نتیجہ اخذ کیا وہ بھی لایعنی۔

Digitized by Khilafat Library

ایڈیٹر صاحب نے بہت چاہا کہ کسی طرح اس مطالبہ کا جواب ہو جائے مگر ہو کیسے جبکہ خود وید بھگوان ہی آریوں سے روٹھا ہوا ہو۔ پیشکردہ منتر میں دو لفظ ہیں۔ "اسمبھوتی" اور "سمبھوتی" جسکے معنی ایڈیٹر صاحب نے غیر مخلوق اور مخلوق لطیف یا کثیف بتلائے ہیں جو سراسر باطل اور بے دلیل ہیں۔ آریہ مسافر کے ایڈیٹر سے ہمارے دو مطالبے ہیں اوّل تو یہ عبارت یجر وید ۳۲/۳ سے نکال کر دکھلائے۔ دوم اسمبھوتی کے معنی ازلی و غیر مخلوق پرکرتی ویدوں کی لغت (جو آریہ سماج کی مایۂ ناز لغت ہے) نرکت یا نگھنٹو سے بتلائے۔ یہ لفظ چونکہ ویدک زبان سے تعلق رکھتا ہے اسلئے لوکک سنسکرت (عام مروج سنسکرت) کی لغات سے نہیں بلکہ ویدک لغات سے دکھلائے جو صرف نگھنٹو' یا اُسکا وِستار نِرکت ہے۔ اگر ایڈیٹر صاحب نرکت سے اسمبھوتی کے معنی غیر مخلوق لطیف پرکرتی دکھلا دینگے تو ہم اس بات کیلئے سر تسلیم خم کر دینگے کہ ویدوں کی رُو سے پرکرتی اناوی اور ازلی ہے۔ اور اگر اس منتر (جس کا صحیح پتہ یجر وید ۴۰/۹ ہے نہ کہ ۳۲/۳) کا ترجمہ جو ایڈیٹر صاحب نے بتقلید بانی آریہ سماج کیا ہے تھوڑی دیر کے لئے صحیح بھی فرض کر لیں تب بھی ایک مہمل سی بات بن جاتی ہے۔ یعنی اس کا پھر یہ مطلب ہوگا کہ جو لوگ اسنبھوتی (مادہ کی لطیف ترین حالت جو نظر میں آنی قطعاً محال ہے) کی عبادت کرتے ہیں اور جو سنبھوتی (کثیف حالت = موجودہ حالت) کی پُوجا کرتے ہیں وہ نرک (دوزخ) میں جلتے ہیں ہم نہیں سمجھ سکے کہ وہ کون لوگ ہیں جو مادہ کی لطیف ترین حالت کی پُوجا کرتے ہیں مادہ کی آخری حالت جو انسانی حواس خمسہ کی پہنچ سے قطعی باہر ہے کس طرح محسوس کرتے اور اُس کی عبادت کرتے ہونگے۔ اور اگر عام سنسکرت زبان کی رُو سے دیکھا جائے تو اسنبھوتی کے معنی صرف یہی بنینگے "وہ چیز جو ایک ہو کر رہے" مگر سماج کا عقیدہ ہے کہ پرلئے کے وقت مادہ کے ذرّات منتشر حالت میں رہتے ہیں۔ ان کا یکجا مرکب ہونا صرف کائنات عالم کے بننے پر موقوف ہے۔

اور اگر اسنبھوتی لفظ پرکرتی کے مترادف ہی مان لیا جائے تب بھی یہ کہاں سے نکلا کہ

یہ مخلوق نہیں۔ پس اس نزاع کا فیصلہ تبھی ہو سکتا ہے جب ہمیں نرکت سے یہ معنی دکھلائے جائیں یا اس کی تفسیر میں رگوید سام وید اور اتھروید کا کوئی ایسا منتر پیش کیا جائے جس میں اسمبھوتی کے معنی غیر مخلوق روح اور مادہ کیئے گئے ہوں مگر ہمارے خیال میں یہ لفظ اور کسی وید میں آیا ہی نہیں۔ ایڈیٹر صاحب کے جواب کا اگلا حصہ خود پہلے جواب کو کمزور بنا رہا ہے۔ ایڈیٹر صاحب نے خود فرمایا کہ:۔

Digitized by Khilafat Library

"لیکن آپ کے الفاظ "بدلالت وضعی" شائد اس جواب سے کچھ بڑھکر تقاضا کرتے ہیں"

یہ جملہ اس بات پر صریح دال ہے کہ ایڈیٹر صاحب کا مندرجہ بالا جواب حقیقت میں مطالبہ کے پورا کرنے کے لئے کافی نہیں۔ جب خود پہلے کو ناکافی بتلایا تو اب ان پر فرض تھا کہ کافی جواب دیتے مگر افسوس کہ وہی ڈھاک کے تین پات۔ "کافی جواب" میں جو منتر پیش کیا وہ پہلے سے بھی کمزور اور پامال شدہ یعنی وہی چڑے چڑیا کی پہیلی فرماتے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے منتر ذیل:۔

دوا سپرنا سیجا سکھایا سمانم برکھشم پری شسوجاتے تیورنیہ۔ پپلم سوادو تشنینو ابھی چاک شیتی۔ رگ وید ۱۔۱۶۴۔۲۰۰

(آخری ہندسہ ۲۰۰ غلطی سے لکھا گیا حقیقت میں ۲۰ ہے۔ ناقل)

اس کا ارتھ ہے کہ دو ایسی ہستیاں ہیں جنہیں سپرن کہتے ہیں یعنی جنکی پراپتی وحصول سے سکھ ہوتا ہے۔ یا وہ ذی شعور اور پرورش کرنا وغیرہ کی صفات رکھتے ہیں۔ آپس میں ملی ہوئی ہیں یعنی ان میں محیط ومحاط کا تعلق ہے اور وہ باہم متر ہیں گویا قدیم اور ازلی ہیں اور تیسرا ویسا ہی قدیم برکھش (برکھش) ہے یعنی پرکرتی کیونکہ جیسا درخت میں ...... بیج وجڑوں کی علت اور شاخیں بصورت معلول ہیں ویسے ہی پرکرتی کی علت اور معلول کی حالتیں ہیں ان دو یعنی جیو اور پرماتما میں سے جیو پرکرتی سے بنے پدارتھوں دپاپ پن کے پھلوں کو بھوگتا ہے لیکن پرماتما پھلوں کو نہیں بھوگتا وہ جیووں کے اندر موجود ہونے سے انکے کرموں کا ساکھشی (شاہد) ہے"

اس منتر کا ترجمہ بعض لوگ اس طرح کرتے ہیں کہ وہ ایک استعارہ بن جاتا ہے اس میں سپرن کے معنی پکھشی کے لئے جاتے ہیں۔ لیکن نہیں سپرن کے صاف معنی آتما کے ہیں۔ اور پکھشی کے بھی۔ کئی موقعوں پر مروجہ بھاشا میں بھی کہا جاتا ہے۔ "جب پنجرا ہوا پرانا تب پنچھی (پکھش) نے اڑ جانا" یہاں بھی پکھش اور جیو سے ایک ہی مراد ہے۔ غرضیکہ اس منتر کے الفاظ آپ کے سوال کا پورا جواب ہیں۔ جو ویدک اصطلاحات مستعملہ پر اچھی طرح غور کرنے سے معلوم ہوگا۔

ایڈیٹر صاحب کا جملہ کہ "اس منتر کے الفاظ آپ کے سوال کا پورا جواب ہیں" پڑھکر سوائے اسکے کہ ہنس دیا جائے اور کیا نتیجہ - ہم بآواز بلند للکار کر کہتے ہیں کہ ایڈیٹر آریہ مسافر نے اس رگوید کی منتر کے جو معنی کیئے ہیں وہ باطل اور ابطل ہیں - اگر وہ انکار کریں تو ہمارے مندرجہ ذیل مطالبات کا جواب دیں:-

Digitized by Khilafat Library

(اوّل) "دو ایسی ہستیاں ہیں جنہیں سپرن کہتے ہیں"

(دوم) یہ منتر کے کس لفظ یا فقرہ کا ترجمہ ہے - یعنی "جن کی پراپتی سے سکھ ہوتا ہے یا وہ ذی شعور اور پرورش کرنا وغیرہ کی صفات رکھتے ہیں" (سوم) یہ عبارت کن الفاظ کا ارتھ ہے -

(چہارم) "ان میں محیط محاط کا تعلق ہے" (پنجم) "گویا قدیم اور ازلی ہیں" (ششم) "اور تیسرا ویسا ہی قدیم برکھش ہے یعنی پرکرتی" یہ مفہوم یا مطلب وید کے کس جملے یا فقرے کا ترجمہ ہے؟

اسی طرح بقیہ عبارت بھی ایسی ہے جس کے لئے رگوید کا محولہ بالا منتر کسی طرح بھی متحمل نہیں ہو سکتا - ایڈیٹر صاحب کہتے ہیں کہ سپرن کے معنی پکشی (پرندہ) نہیں بلکہ صاف معنی آتما (روح) کے ہیں - مگر انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اپنی ذلیل قلم سے "نہیں" لکھ کر آریہ سماج کے مقدس اور واجب الاحترام بانی کے ترجمہ کو حقارت سے ٹھکرانے کے بری طرح مرتکب ہوئے ہیں - جس کا ہمیں بھی بہت افسوس ہے دیکھو سوامی جی مہاراج نے سپرنا کے معنی "خوبصورت پروں والے" کیئے - مگر گستاخ چیلا کہتا ہے "نہیں" ہم ایڈیٹر آریہ مسافر کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ رگوید کے مندرجہ بالا منتر سے وہ الفاظ نکال دکھلائیں جنکے معنی وہ نکلتے ہیں جو تم نے کیئے جنکو ہم نے علیحدہ علیحدہ کوموں میں نمایاں کر دیا - مگر ہم وثوق سے کہتے ہیں کہ آریہ مسافر کا ایڈیٹر اس مطالبہ سے کبھی بھی عہدہ برآ نہیں ہو سکیگا - اس منتر کا اگر لفظی ترجمہ کیا جائے تو صرف یہ ہوگا کہ :-

"ایک درخت پر دو خوبصورت پروں والے پرندے بیٹھے ہیں ایک درخت کے پھلوں کو کھاتا ہے دوسرا نہ کھاتا ہوا دیکھتا ہے" بس

اب اگر اس لفظی ترجمہ کا اس ترجمہ سے مقابلہ کیا جائے جو مسافر کے ایڈیٹر نے لکھا تو باہم زمین و آسمان کا فرق نظر آئیگا - اور اگر اس منتر کی عبارت کو استعارہ کا رنگ دیکر یہ معنی بھی لے لئے جاویں (جیسا کہ کہا جاتا ہے) کہ دو پکشی (پرند) یعنی ایشور اور جیو درخت یعنی مادی جسم میں باہم موجود ہیں اور جیو مادی اشیاء کو بھوگتا ہے مگر ایشور نہ بھوگتا ہوا صرف دیکھتا ہے - یا یوں کہیئے کہ دیکھتا ہوا جیو کے افعال و اعمال کا بدلہ دیتا ہے وغیرہ وغیرہ - تب بھی آریوں کا مقصد پورا نہیں ہوتا - اس منتر میں ایسا

کوئی بھی لفظ نہیں جس سے ان کی ازلیت وابدیت کا علم ہو سکے۔

دیکھو خود شری سوامی دیانند جی آنجہانی نے اس منتر کے وہی معنی کیئے ہیں جو ہم نے اوپر نقل کیئے۔ یعنی:۔ ہے منیشو! جو سندر پنکھوں (پروں) والے سمان سمبندھ رکھنے والے (یکساں تعلق رکھنے والے) متروں کے سماں ورتمان (دوستوں کی طرح موجود) دو پکھیرو (دو پرندے) ایک جو کاٹا جاتا (ہے) اس ورکش (جو تقسیم ہو جاتا ہے۔ کاٹا جاتا ہے) (اس درخت) کا آشریہ (سہارا) (اگر درخت سے مراد مادہ ہے تو کیا پرمیشور ہی مادہ کا سہارا لیتا ہے) کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک اس ورکش کے پکے ہوئے پھل کو سوادو پن (لذیذ ہونیکے باعث) سے کھاتا ہے۔ اور دوسرا نہ کھاتا ہوا سب اور سے (سب طرف سے) دیکھتا ہے"۔ (لفظی ترجمہ اتنا ہی ہے آگے بے سند تفسیر ہے) (دیکھو تفسیر رگوید از سوامی دیانند جی جلد سوم صفحہ ۶۱۷)

اور اگر اس منتر میں آئے ہوئے لفظ "ورکش" کے معنی پرکرتی (مادہ) ہی لے لئے جائیں تب بھی آریوں کے لئے مصیبت ہے۔ کیونکہ اس لفظ کی وجہ تسمیہ یہ ہے "کہ جو کاٹا جائے وہ ورکش"۔ پس اگر مادہ کا نام ورکش ہے تو یہ قابل تقسیم ٹھیرا۔ اور یہ مسلّمہ ہے کہ قابل تقسیم حادث ہوتا ہے ازلی نہیں۔

Digitized by Khilafat Library

پس اگر آریہ سماج چاہتی ہے کہ اس مطالبہ کو پورا کیا جائے تو چاروں ویدوں سے اس عبارت کے زیادہ نہیں صرف چار منتر پیش کردے جن میں صاف الفاظ میں ایشور نے فرما دیا ہو کہ "اے لوگو! جس طرح میں ازلی ابدی اور غیر مخلوق ہوں اسی طرح روح اور مادہ بھی ازلی ابدی اور غیر مخلوق ہیں ان کو میں نے پیدا نہیں کیا" بس

لیکن ہم ببانگ دہل کہے دیتے ہیں کہ آریہ سماج کے لئے اس مطالبہ کو پورا کرنا ایسا ہی ناممکن ہے جیسے ریت سے مکھن کا نکلنا۔

برعکس اسکے اگر آریہ سماجی ہم سے روح اور مادہ کا بروئے وید مخلوق ہونا دریافت کریں تو ہم ایک نہیں متعدد حوالے پیش کر دینگے ؂ (فضل حسین احمدی مہاجر قادیان)

آریوں کے متعلق مضامین کا ذخیرہ — آپ تشحیذ الاذہان کے گذشتہ ۸ سال کے مکمل فائل بیس روپے میں منگوالیں تو آپ کے پاس آریوں کی تردید میں ایک نادر اور بیش بہا ذخیرہ جمع ہو جائے گا۔

(مینجر تشحیذ قادیان)

سلطان القلم کی صداقت

ایک مغالطہ کی بطالت

مسئلہ نبوت مسیح موعودؑ

احادیث نزول کے بعد مصنف نے چند احادیث دروازہ نبوت کے مسدود ہونے پر لکھی ہیں۔ ان سب کا مختصر جواب تو یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام موعود مسیحؑ ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنیوالے مسیحؑ کو نبی قرار دیا ہے (مشکوٰۃ۔ صحیح مسلم) لہٰذا آپکی نبوت پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔ اور اس میں شبہ نہیں کہ عام مسلمان آنیوالے مسیحؑ کو نبی تسلیم کرتے ہیں۔ جیسا کہ حجج الکرامہ مصنفہ نواب صدیق حسن خانصاحب بھوپال کے صفحہ ۴۲۶ پر لکھا ہے:۔

"فھو علیہ السلام وان کان خلیفۃ فی الامۃ المحمدیہ فھو رسول ونبی کریم علےٰ حالہ لاکما یظن بعض الناس انہ یأتی واحدا من ھذہ الامۃ بدون نبوۃ ورسالۃ"

Digitized by Khilafat Library

کہ حضرت عیسیٰ اگرچہ اُمت محمدیہ کے خلیفہ ہیں۔ مگر وہ اپنی پہلی حالت کے مطابق نبی اور رسول ہونگے ایسا نہیں جیسا کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ اُمتی بنکر بغیر نبوت اور رسالت کے آئینگے۔

تعجب ہے کہ وہ نبی جس نے کہ بمتابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم انوار و فیوض سے حصہ نہیں پایا۔ اور مستقل نبی ہے۔ اس کا آنا تو ختم نبوت کے منافی نہ ہو۔ اور وہ نبی مسیح جو دبستان محمدؐ میں تعلیم حاصل کرے۔ اور کہے سہ وگر اُستاد را نامے ندانم۔ کہ خواندم در دبستان محمدؐ۔ اس کا آنا ختم نبوت کے منافی ہو

اب میں پیشکردہ احادیث کا مختصراً نمبروار جواب لکھتا ہوں:۔

پہلی حدیث۔ لوکان بعدی نبی لکان عمر اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ حضرت عمرؓ ہوتے۔

جواب۔ اوّل یہاں بعدی کے معنی مِعی کے ہیں اور بعد بمعنی مَعَ لغت میں موجود ہے۔ اقرب الموارد میں لکھا ہے۔ "بعد" نقیض قبل و قد یرد بمعنی مَعَ کقولہ سہ

فقلت لھا فیئی الیک فانّنی ❊ حرام وانی بعد ذاک لبیب

معنی حدیث کے یہ ہوئے کہ اگر میرے ساتھ کوئی دوسرا نبی ہونا ہوتا تو حضرت عمرؓ ہوتے۔

دوم ۔ بعد بمعنی مرتبہ بھی آتا ہے ۔ جیساکہ حدیث میں آتا ہے :۔

"ثم انا اجود بنی آدم واجودھم من بعدی رجل علم علما فنشرہ" (مشکوٰۃ مطبوعہ مجتبائی دہلی صہ ۲۹)
فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے بعد بنی آدم سے زیادہ میں سخی ہوں اور میرے بعد یعنی میرے درجہ پر مرتبہ سخاوت میں وہ آدمی ہے ۔ جس نے علم سیکھا پھر اسکو پھیلایا ۔

سوم ۔ بعد بمعنی "غیر" سوائے کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے آیت وما یمسک فلا مرسل لہ من بعدہ (فاطر ع ۱) جس خیر کو خدا تعالیٰ روک لے تو اسکے سوا اور کوئی اُسے کھول نہیں سکتا ۔ اسی طرح فرمایا فبای حدیث بعد اللہ وایاتہ یؤمنون ۔ کہ خدا اور اسکی آیات کے علاوہ اور کس چیز پر ایمان لائینگے ۔

Digitized by Khilafat Library

بعد کے ان دونو معنی کے لحاظ سے حدیث کا مطلب یہ ہے ۔ کہ اگر میرے سوائے کسی اور کو نبی بنایا جاتا تو وہ حضرت عمر بنلائے جاتے ۔ یا اگر مجھ پر وحی رسالت ۔ قرآن مجید وغیرہ نازل نہ کیا جاتا ۔ تو دوسرا درجہ حضرت عمرؓ کا تھا کہ وہ نبی ہوتے اور ان پر قرآن مجید نازل ہوتا اسکی وجہ یہ ہے کہ کئی ایک مسائل میں حضرت عمرؓ کے قول کی قرآن مجید نے تصدیق کی ۔ جیسے اساری بدر ۔ منافقوں پر نماز جنازہ ۔ پردہ ۔ شراب وغیرہ ۔ ایسے قریباً پندرہ امور مشکوٰۃ مطبوعہ مجتبائی دہلی کے حاشیہ صفحہ ۱۰۹ پر لکھے ہیں ۔

چہارم ۔ ان معنوں کی تصدیق آنحضرتؐ کے قول سے ہو جاتی ہے جہاں آپ فرماتے ہیں :۔

"لولم ابعث لبعثت یا عمر" کہ اگر میں مبعوث نہ ہوتا تو اے عمر تو مبعوث کیا جاتا ۔

دوسری حدیث ۔ انہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ رسول اللہ کہ میری اُمت میں تیس کذاب ہونگے ہر ایک انمیں سے اپنے آپکو رسول خیال کریگا ۔

جواب ۔ اول ۔ اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا ۔ کہ جو بھی آپکے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے کیونکہ مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق آپنے نبی اللہ کا لفظ فرمایا ۔

دوم ۔ مصداق حدیث بالا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ سے قریباً پانچسو سال پہلے ظہور میں آچکا ہے ۔ جیساکہ شرح مسلم لابی مالکی وسنوسی جلد ۷ صہ ۲۵۸ مطبوعہ مصر میں لکھا ہے :۔

"حدیث قد ظھر صدقہ فانہ لوعد من تنبأ من زمنہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الان لبلغ ھذا العدد ویعرف ذالک من یطالع التواریخ

ولولا الاطالة لفعلنا ذالك"

اس حدیث کا مصداق ظاہر ہو چکا ہے کیونکہ آپ کے زمانہ سے ابتک اگر نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنیوالوں کا شمار کیا جائے تو اس تعداد کو پہنچ جاتے ہیں۔ تاریخ سے واقفیت رکھنے والا شخص اسے جانتا ہے۔ اور اگر شرح کے لمبا ہو جانیکا خوف نہ ہوتا۔ تو ہم ان کے نام بھی لکھ دیتے۔

(۲) اسی طرح نواب صدیق حسن خانصاحب والئے ریاست بھوپال اپنی کتاب حجج الکرامہ میں لکھتے ہیں:۔

Digitized by Khilafat Library

در حدیث ابن عمر است ستون کذاب ..... و در روایتی از عبد اللہ بن عمر نزد طبرانی است برپا نمیشود ساعت تا آنکہ بیروں آید ہفتاد کذاب و نحوہ عند ابی یعلیٰ من حدیث انس۔ حافظ ابن حجر گفتہ سند ایں ہر دو حدیث ضعیف است اگر ثابت شود محمول باشد بر مبالغہ نہ بر تحدید۔ و اما تحدید پس اخراج کرد احمد از حذیفہ بسند جید کہ باشند در امت من کذابان دجالان بست و ہفت ۲۷ از انہا چار زن باشند و من خاتم النبیین ام نیست بعد از من گفت و ایں دلالت دارد بر آنکہ روایت ثلاثین بجزم بر طریق جبر کسر است۔ و مؤید اوست روایت بخاری کہ عنقریب گذشتہ بلفظ قریب ثلثین (حجج الکرامہ ۲۳۳)

اس حوالہ سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے۔

(۱) حافظ ابن حجر نے کہا ہے۔ کہ وہ حدیثیں جنمیں تیس یا ستر کی تعداد آئی ہے۔ ضعیف ہیں۔
(۲) اگر صحیح بھی تسلیم کی جائیں تو یہ اصل تعداد نہیں سمجھی جائیگی بلکہ مبالغہ پر محمول ہوگی۔
(۳) اصل تعداد کذابوں کی ستائیس ہے۔ جو مسند امام احمد بن حنبل میں عمدہ اور پختہ سند سے بیان ہوئی ہے۔
(۴) بخاری کی حدیث کے الفاظ "کہ تیس کے قریب ہونگے" بھی اسی کے مؤید ہیں۔ کہ اصل تعداد کذابوں کی ستائیس ہے۔

اس بحث کے بعد وہ ان کذابوں کے اسماء تحریر فرما کر لکھتے ہیں:۔

"بالجملہ آنچہ آنحضرت صلعم اخبار بوجود دجالین کذابین دریں امت فرمودہ بود وقع شد و عدد بست و ہفت تمام شد" (حجج الکرامہ صفحہ ۲۳۹)

کہ آنحضرت صلعم نے جن دجالین کذابین کے نکلنے کی خبر دی تھی وہ آچکے ہیں۔ اور ستائیس پورے ہوگئے ہیں۔ اور پیشگوئی کا ظہور ہو چکا ہے۔

مذکورہ بالا بیان سے ظاہر ہے۔ کہ ہر دو نے اپنے علم کے مطابق یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ مصداق اس حدیث قبل دعوےٰ مسیح موعودؑ ظہور میں آچکا ہے۔

تیسری حدیث:۔ انت منّی بمنزلۃ ھارون من موسٰی الا انہ لا نبی بعدی۔

جواب:۔ اس حدیث میں حضرت علیؓ مخاطب ہیں۔ آنحضرتؐ نے یہ ارشاد حضرت علیؓ کے حق میں اسوقت فرمایا جب آپ جنگ تبوک کیلئے تشریف لیجانے لگے اور حضرت علیؓ کو مدینہ میں اپنا خلیفہ چھوڑا تو حضرت علیؓ آپؐ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ آپؐ تو جنگ پر جاتے ہیں میں یہاں بچوں اور عورتوں میں کیا کروں گا مجھے ساتھ جانیکی اجازت فرمائیں۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ کہ اے علیؓ کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تو میرا خلیفہ بنے جیسے حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے جبل طور پر جانیکی مدّت میں خلیفہ بنے تھے۔ مگر اتنی بات یاد رکھئے۔ کہ میرے بعد نبی نہیں ہوگا جیسا کہ حضرت ہارون نبی تھے۔ اور بعدی کے معنی یہاں خلفی کے ہیں۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث میں:۔

Digitized by Khilafat Library

"عن ابی قتادۃ فی حدیث طویل ثم قال ما ترون الناس صنعوا قال ثم قال اصبح الناس فقدوا نبیھم فقال ابو بکر و عمر رسول اللہ بعدکم لم یکن یخلفکم فقال الناس ان رسول اللہ بین ایدیکم (مسلم مع نووی جلد ا ص ۲۳۹)

ابی قتادہ سے ایک لمبی حدیث میں بیان ہوا ہے کہ آنحضرتؐ مع صحابہؓ کے سفر سے آرہے تھے۔ آپؐ پیچھے رہ گئے اور صحابہؓ آگے نکل گئے صبح ہوئی تو انہوں نے آنحضرت صلعم کو نہ پایا۔ تو حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ کہ آنحضرت ضرور تمہارے پیچھے ہیں۔ وہ تمہیں پیچھے چھوڑ کر آگے نہیں جاسکتے۔ باقی لوگوں نے کہا کہ آنحضرتؐ آگے نکل گئے ہیں۔

اس حدیث میں بعدکم ای خلفکم آیا ہے اسی طرح لا نبی بعدی۔ ای لا نبی خلفی۔ یعنی میرے پیچھے جنگ تبوک کی مدّت میں خلافت کے وقت میں کوئی نبی نہیں ہوگا اور اگر بعدی کے معنی بعد موت کے لئے جائیں۔ تو دونو جملوں میں کوئی تعلق نہیں معلوم ہوتا۔ اور نہ ہی تشبیہ درست ہوسکتی ہے۔ کیونکہ وجہ شبہ مشبہ اور مشبہ بہ میں یعنی حضرت علیؓ اور حضرت ہارونؑ کے مابین خلافت ہے۔ اور حضرت ہارونؑ بعد وفات موسیٰؑ خلیفہ ہی نہیں ہوئے بلکہ ...... حضرت موسیٰؑ کی وفات سے پہلے آپ وفات پاچکے تھے (ملاحظہ ہو طبری۔ فتح البار ی عینی) یہ نہیں ہوسکتا کہ اثبات خلافت تو زندگی کی حالت کا کریں۔ اور نبوت کا استثناء اپنی موت کے

بعد کا۔ شیعہ صاحبان نے اسی معنوی غلطی کیوجہ سے حضرت علیؓ کی خلافت پر استدلال کیا۔ کہ اس حدیث کے مطابق حق خلافت حضرت علیؓ کا تھا۔ مگر شارحین نے یہی جواب دیا ہے۔ کہ وفات کے بعد یہاں خلافت کا ذکر نہیں ہے۔ اسلئے کہ حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ سے پہلے وفات پا چکے تھے۔ اور ہمارے معنوں کی تائید حضرت عائشہؓ کے قول سے بھی ہوتی ہے۔ کہ قولوا خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ (تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵) کہ آنحضرتؐ کو خاتم النبیین تو کہو۔ مگر یہ نہ کہو کہ آپکے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

Digitized by Khilafat Library

دوم۔ بعدی کے معنی معی کے بھی ہو سکتے ہیں۔ کہ اے علیؓ تو بمنزلہ ہارونؑ کے تو ہے۔ مگر وہ نبی تھا تو نبی نہیں ہوگا۔ کیونکہ میرے ساتھ کوئی اور نبی نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ ایک وقت میں نبی تھے۔

لا نبی بعدی اور جہاں اس واقعہ کے علاوہ دوسری جگہ لا نبی بعدی آپؐ نے فرمایا ہے تو اس سے بھی یہ مراد نہیں کہ آپؐ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ آپؐ کے بعد تشریعی نبی کوئی نہیں ہو سکتا جو نئی شریعت لائے۔ اور لا اسمیں نفی صفت کا ہے۔ جیسے اذا ھلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہٗ اور اذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہ اور لا فتیٰ الا علی او لا سیف الا ذو الفقار (بخاری) میں لا نفی صفت کا ہے۔ اور اسکے معنی سلف صالحین نے بھی یہی سمجھے ہیں۔

(۱) عبد الوہاب شعرانی اپنی کتاب الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۲۷ میں فرماتے ہیں:۔

"فان مطلق النبوۃ لم یرتفع وانما ارتفع نبوۃ التشریع .... فلا نبی بعدی ولا رسول بعدی المراد بہ لا مشرع بعدی"

(۲) محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں:۔

"فان الرسالۃ والنبوۃ بالتشریع قد انقطعت فلا رسول بعدہ ولا نبی ای لا مشرع ولا شریعۃ"

(۳) امام عبد اللہ طاہر گجراتی اپنی کتاب مجمع البحار کے تکملہ صفحہ ۸۵ میں لکھتے ہیں:۔

"لا نبی بعدی ای لا نبی ینسخ شرعہ"

ان حوالہ جات سے ظاہر ہے۔ کہ لا نبی بعدی سے مراد یہ ہے کہ آپؐ کے بعد شرعی نبی کا آنا بند ہے نہ مطلق نبی کا۔ فافھم

دوم۔ بعد کے معنی یہاں خلاف کے بھی ہو سکتے ہیں۔ کہ میرے خلاف جو نبوّت کا دعویٰ کرے اور میری شریعت کو بدلے۔ وہ نبی نہیں ہے:۔

رأیت فی یدیّ سوارین من ذھب فاھمّنی شانھما فاوحی الیّ فی المنام ان انفخھما فطارا فاوّلتھما کذابین یخرجان بعدی احدھما مسیلمۃ صاحب الیمامۃ والاٰخر الاسود العنسی صاحب صنعاء (بخاری)

کہ میں نے رؤیا میں اپنے ہاتھ میں دو کنگن سونے کے دیکھے۔ تو مجھے ان سے فکر و امنگیر ہوئی تو خواب میں ہی میری طرف وحی کی گئی کہ انکو پھونک مار جب میں نے انکو پھونک ماری تو وہ دونو اُڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ دو کذاب میرے بعد خلاف نکلینگے ایک انہیں سے مسیلمہ یمامہ کا باشندہ اور دوسرا اسود عنسی صنعاء کا رہنے والا ہے۔

تو اب یہاں بعدی کے معنی میری موت کے بعد لینا صحیح نہیں۔ کیونکہ انہوں نے آپ کے وقت میں ہی دعویٰ نبوّت کر دیا تھا۔ اور اسی طرح فبایّ حدیثٍ بعد اللّٰہ و اٰیاتہ یؤمنون میں بعد کے معنی خلاف کے ہیں۔

چوتھی حدیث۔ عن ابی ھریرۃ ان النبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم قال ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی" الحدیث۔ کہ میری اور مجھ سے پہلے نبیوں کی مثال ایک مکان کی مثال ہے جو کسی شخص نے بنایا۔

جواب۔ اوّل حدیث میں من قبلی کی قید لگی ہے۔ اس سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ آیندہ کوئی نبی نہیں آسکتا۔

Digitized by Khilafat Library

دوم۔ اس مکان سے مراد حقیقتہً شریعت ہے جو آپ کے ذریعہ سے کامل ہوئی۔ پہلے انبیاءؑ کو بلحاظ مبعوث الیہم کے کامل شریعت نہیں دی گئی مگر آپکو کامل شریعت عطا کی گئی وہ آخری اینٹ قرآن مجید ہے جو آپ کو عطا کیا گیا۔ تو آیندہ کوئی اور نبی نہیں آسکتا جو نئی شریعت لائے اور قرآن مجید کو ناقص ثابت کرے۔ کیونکہ شریعت کامل ہو چکی ہے ہاں جو قرآن مجید کی اشاعت اور قرآن مجید پر عمل کر کے نبی ہو اسے یہ مکان مانع نہیں ہے۔ اسلئے کہ وہ آخری اینٹ میں ہی داخل ہے اس سے باہر نہیں جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ومن یطع اللّٰہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللّٰہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین کہ خدا تعالیٰ اور رسول اللّٰہ کی کامل اطاعت کرنے سے چار قسم کے لوگ ہونگے نبی۔ صدیق۔ شہید۔ صالح۔

سوم۔ پہلے انبیاء جسقدر آئے وہ مستقل اور بالاصالۃ نبی تھے ان سے ایک مکان تیار ہوا۔ جسکے کامل اور مکمل اور عمدہ بنانیوالے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جو صرف نبی ہی نہیں تھے بلکہ خاتم النبیین ان سے ایک درجہ بڑھکر تھے۔ اسی طرح بلحاظ ختم نبوت کے آپ کے ذریعہ سے فیضان حاصل کرنیوالوں کا بھی ایک مکان تیار ہوا۔ اور وہ مجددین اور اولیاء ہیں جنکے متعلق آنحضرت ؐ فرماتے ہیں:۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ اس محل کو بھی کامل اور مکمل کرنیوالا ان سے ایک درجہ بڑھکر ہے کہ وہ نبی اور خاتم الاولیاء ہے اور پہلے نبی اور خاتم الاولیاء نہیں تھے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ مکان جو اولیاء اُمت محمدیہ سے تیار ہوا ہے۔ یہ اس مکان کیلئے بطور ظل اور بروز کے ہے۔ جسکی قرآنی اینٹ آنحضرت صلعم ہیں۔ اور جیسا کہ آنحضرت صلعم جامع جمیع کمالات انبیاءؑ تھے۔

Digitized by Khilafat Library

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی ظلی اور بروزی طور پر بوجہ آنحضرت صلعم کے ظل اور بروز ہونیکے ظلی طور پر جامع جمیع کمالات انبیاءؑ ہیں۔ اور باقی اولیاء بواسطہ فیضان آنحضرت صلعم دوسرے انبیاءؑ کے ظل اور بروز ہیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

ورئیتم یہود ھذہ الامۃ وسیرتہم فکان خالیا موضع لبنۃ اعنی المنعم علیہ من ھذہ العمارۃ فاراد اللہ ان یتم البناء ویکمل البناء باللبنۃ الاخیرۃ فانا تلک اللبنۃ ایھا الناظرون وکان عیسیٰ علما لبنی اسرائیل و انا علم لکم ایھا المفرطون فسارعوا الی التوبۃ ایھا الغافلون وانی جعلت فرد اکمل من الذین انعم علیھم فی اٰخر الزمان ولا فخر ولا ریاء (خطبہ الہامیہ صـ ۱۱۲)

تم نے مسلمانوں میں سے عیسائی ہونے والوں کی کثرت کو دیکھا اور اس اُمت کے یہود اور انکی سیرت کو بھی دیکھا۔ اور اس عمارت میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی یعنی منعم علیہم پس خدا نے ارادہ فرمایا۔ کہ اس پیشگوئی کو پورا کرے۔ اور آخری اینٹ کے ساتھ بنا کو کمال تک پہنچاوے۔ پس مَیں وہی اینٹ ہوں۔ اور جیسا کہ عیسیٰؑ بنی اسرائیل کیلئے نشان تھا۔ ایسا ہی مَیں تمہارے لئے اے تبہ کارو ایک نشان ہوں۔ پس اے غافلو! توبہ کی طرف جلدی کرو۔ اور مَیں منعم علیہم گروہ میں سے فرد اکمل کیا گیا ہوں۔ اور یہ فخر اور ریا نہیں۔ انتہیٰ۔

اور قرآن مجید کی آیت ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین سے ثابت ہے کہ مکمل افراد منعم علیہم کے

انبیاءؑ ہیں۔

چھٹا ۔ اس حدیث سے البتہ یہ استدلال ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ ہرگز نہیں آسکتے کیونکہ وہ اس مکان کی اینٹوں میں سے ایک اینٹ ہیں۔ اگر انہیں دوبارہ لایا جائے تو مکان میں ایک اینٹ کی جگہ خالی ہو جائے گی۔ اور مکان عیب دار ہو جائیگا تو وہ کمال جو آنحضرت صلعم کی وجہ سے اس مکان میں پیدا ہوا تھا۔ وہ جاتا رہیگا۔ اور ختم نبوت ٹوٹ جائیگی۔ اسی لئے مسیح ناصری کا دوبارہ آنا ختم نبوت کے منافی ہے مگر آپ کے وجود میں فنا ہو کر نبی بننے والا ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔ فافہم۔

قولہ ۔ ملاحظہ ہو حمامۃ البشریٰ صفحہ ۲۰ اور ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۶۱ ختم کے معنی اختتام اور بند ہونے کے لکھے ہیں۔ وہو ہذا قرآن کریم کے بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا رسول ہے یا پرانا کیونکہ رسول کو علم دین بواسطہ جبرئیل ملتا ہے۔ اور باب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔

اقول ۔ چونکہ خاتَم النبیین کی دوسری قرأت خاتِم النبیین بھی آئی ہے اور خاتِم کے معنی ختم کرنے والے کے بھی ہو سکتے تھے۔ اسلئے آپ نے ختم کے معنی لیکر فرمایا۔ کہ مراد یہ نہیں کہ بکلی نبوت و رسالت بند ہے۔ بلکہ شرعی رسالت بند ہے۔ اور ایسے رسول کے آنیکی اس میں نفی نہیں۔ کہ جسکو بغیر واسطۂ جبرئیل کے علم دین ملے۔ اور وہ پہلی شریعت کا تابع ہے۔ اسی واسطے آپ نے ایک غلطی کے ازالہ میں لکھا ہے کہ میں نے جہاں جہاں نبوت سے انکار کیا ہے۔ وہاں سے مراد شرعی نبوت ہے۔ اور آپ مطلق وحی و نزول جبرئیل کے قائل ہیں۔ جیسا کہ آپ کشتی نوح صفحہ ۲۲ میں فرماتے ہیں:۔

" یہ خیال مت کرو۔ کہ خدا کی وحی آگے نہیں۔ بلکہ پیچھے رہ گئی ہے۔ (حاشیہ صفحہ مذکورہ) قرآن پر شریعت ختم ہوئی۔ مگر وحی ختم نہیں ہوئی۔ کیونکہ وہ سچے دین کی جان ہے۔ جس دین میں وحی الٰہی کا سلسلہ جاری نہیں وہ دین مردہ ہے خدا اسکے ساتھ نہیں" اور روح القدس اب اتر نہیں سکتا۔ بلکہ پہلے زمانوں میں ہی اتر چکا۔ اور میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ ہر ایک دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ مگر روح القدس کے اترنے کا کبھی دروازہ بند نہیں ہوتا"

Digitized by Khilafat Library
پھر آپ صفحہ ۱۵ میں فرماتے ہیں:۔

" پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے۔ وہ ختم نبوت کا

Digitized by Khilafat Library

خلل انداز نہیں۔"

اور خاتم النبیین کے معنی ختم کرنیکے لیکر ملا علیقاری نے موضوعات کبیر صفحہ ۵۹ میں اور شاہ ولی اللہ صاحب نے تفہیمات آلہیہ تفہیم ۵۳ میں اور سید عبد الکریم جیلی نے خزینۃ التصوف ترجمۃ الانسان الکامل باب ۳۶ صفحہ ۱۷۲ میں اور مولوی محمد قاسم ناتوتوی بانی مدرسہ احمدیہ دیوبند نے تحذیر الناس صفحہ ۲۸ میں یہی معنی لکھتے ہیں کہ آپ شرعی نبوت کے ختم کرنیوالے ہیں۔ غیر شرعی نبوت کا ختم ہونا اس سے ثابت نہیں ہوتا۔ اور حضرت عائشہؓ کا قول مندرجہ تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵ اور در منثور جلد ۵ صفحہ ۲۰۴ "اخرج ابن ابی شیبۃ عن عائشۃ قالت قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ" بھی انہی معنوں کی تائید کرتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلعم کے قول لو عاش ابراھیم لکان صدیقا نبیا (ابن ماجہ جلد ا صفحہ ۲۳۷ مطبوعہ مصر) سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ نے خاتم النبیین کے لفظ سے بکلی نبوت کو بند نہیں سمجھا۔ زیرا کہ آیت خاتم النبیین زینب کے نکاح کے بعد نازل ہوئی۔ اور آپ کا نکاح ۵ھ میں ہوا۔ (تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۵۶۲) اور آپ کے فرزند دلبند ابراہیم ۱۰ھ میں فوت ہوئے۔ (تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۶۲) انکی وفات پر آپ نے فرمایا۔ کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔ معلوم ہوا کہ آپ نے آیت خاتم النبیین سے نبوت کو بکلی مسدود نہیں سمجھا۔

خاتم النبیین میں خاتم کے معنی

خاتم کے معنی آجکل کے مولویوں نے جو آخری ان معنوں میں قرار دیئے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا یہ نہ قرآن مجید سے ثابت نہ احادیث صحیحہ سے نہ کلام عرب سے۔ چنانچہ آپ کوئی مثال نہیں پیش کرسکتے۔ جسمیں خاتم بفتح تا بمعنی آخر آیا ہو۔ علامہ زمخشری اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں خاتم بفتح التاء بمعنی الطابع وبکسرھا بمعنی الطابع یعنی خاتم ت کی زبر سے ہو تو مہر کے معنی ہیں بلکہ ت کی زیر ہو تو بھی مہر کے معنی ہیں۔ اس سے تو یہ ثابت ہوا کہ خاتَم اور خاتِم دونو کے معنی مہر کے لئے جاتے ہیں۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ مہر کس لئے ہوتی ہے۔ اس بارہ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ فتح البیان میں ہے انہ صار کالخاتم لھم الذی یختمون بہ ویتزینون بکونہ منھم۔ آنحضرت نبیوں کے لئے مہر کی مانند ہیں اور نبی آپ کے وجود سے زینت حاصل کرتے ہیں۔ پس یہ مطلب ہے مہر کا۔ یعنی تصدیق اور زینت۔

اور جن لوگوں نے ختم کے معنی کئے ہیں۔ ان کی مراد بھی جو ہے وہ مفردات امام راغب کے اس حوالہ سے ظاہر ہے

وخاتم النبیین انه ختم النبوۃ۔ ای تممہا بمجیئہ یعنی آپ نے نبوۃ پر مُہر لگا دی۔ مُہر لگانے سے کیا مطلب یہ کہ اپنی آمد کے ساتھ اسے کمال تک پہنچا دیا ہے۔ گویا تمام کمالات نبوۃ آپ کی ذات ستودہ صفات پر ختم ہیں۔ خاتم کا لفظ انہی معنوں میں اب تک استعمال ہوتا ہے۔

حال ہی میں گولڑوی (شریف) کی جماعت کی طرف سے اپنے مخالفوں کے خلاف اشتہار شائع ہوئے ہیں ان کا مفتی عبد الکریم لکھتا ہے:۔

Digitized by Khilafat Library

گولڑوی شریف کی جماعت اپنے مرشد حضرت خواجہ محمد زمان قدس سرہ کو سلطان الاولیاء اور خاتم الاولیاء کہتی ہے اُمت محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں ہزاروں ایسے اولیاء عظام اور علماء کرام گذرے ہیں جن کو ان لقبوں سے یاد کیا گیا ہے حضرت خواجہ نظام الدین و حضرت خواجہ قطب الدین قدس سرہما کا لقب سلطان الاولیاء اور حضرت بہاء الدین ذکریا ملتانی اور حضرت فرید الدین گنج شکر علیہما الرحمۃ کا لقب خاتم الاولیاء ہے دیکھئے سلطان التواریخ صفحہ ۲۔۳۔۷۔۸۔۹۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کا لقب خاتم المفسرین اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا لقب خاتم المحدثین اور علامہ شامی حضرت سید محمد امین زین العابدین صاحب رد المختار کا لقب خاتمۃ المحققین کونسی کفر کی بات ہے "

اس سے ظاہر ہے کہ اب تک لوگ خاتم کا لفظ ان معنوں میں نہیں بولتے کہ آپ کے بعد کوئی نہ ہوگا بلکہ یہ مطلب ہے کہ آپ کمالات نبوت و ولایت کے انتہائی درجہ پر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا قولوا انه خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ اور یہی وجہ ہے کہ جب کسی شخص نے مغیرہ بن شعبہ کے پاس صلے اللہ علی محمد خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ کہا تو فرمایا:۔ حسبك اذا قلت خاتم الانبیاء کہ صرف خاتم الانبیاء ہی کہو۔ یہ اسلئے کہ لا نبی بعدہ ساتھ ملانے سے شبہ پڑتا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آنیوالا۔ حالانکہ (انا کنا نحدث ان عیسیٰ علیہ السلام خارج) عیسیٰ علیہ السلام آنے والے ہیں۔ حضرت علیؓ کو یہاں تک اہتمام تھا کہ حسنؓ حسینؓ اپنے بچوں کے اُستاد کو ہدایت فرمائی کہ خاتم النبیین ت کی زبر سے پڑھانا تاکہ زیر کے ساتھ پڑھنے سے عدم اجراء نبوت کا عقیدہ ان کے اذہان میں نہ جم جائے۔ حق یہی ہے جو مرزا مظہر جانجاناں نے فرمایا:۔

ہیچ کمال غیر از نبوت بالاصالۃ ختم نہ گردیدہ و در مبدء فیاض بخل و دریغ ممکن نیست ؂

اٹاوہ میں سُنی و شیعہ کا تحریری مباحثہ

سید موسیٰ رضا صاحب مختار شیعہ مصنف کاشف الاسرار کو ایک چیلنج
انعامی پانسو روپیہ

میرے اشتہار صداقت آثار مورخہ ۳ راکتوبر سنہ ۱۹۲۲ء کے جواب میں سید موسیٰ رضا صاحب مختار اثنا عشری اٹاوی نے بارہ صفحہ کا ایک ٹریکٹ ۱۸×۲۲ کی تقطیع پر کاشف الاسرار نام شائع کیا ہے۔ اسکی تائید میں ایک ضمیمہ علیحدہ چھپوایا ہے جسمیں شیعوں کے قبلہ و کعبہ جناب مولوی میر حسن صاحب اشہر ہیڈ مولوی انٹرمیڈیٹ کالج اٹاوہ کا تبرا نامہ مع خط کتابت درج ہے۔ کاشف الاسرار کا جواب مفصل مَیں نے لکھ دیا ہے جو البشیر پریس اٹاوہ میں زیر طبع ہے۔ اٹاوہ میں چونکہ پریس کی حالت بہت کمزور ہے اور اُسکی وجہ سے جواب کی اشاعت میں دیر معلوم ہوتی ہے لہٰذا یہ چند سطور شیعیان اٹاوہ کی فوری تسلی کے لئے بالفعل شائع کیجاتی ہیں۔ کاشف الاسرار کے ٹائیٹل پیج پر لکھا ہے جو جو نمبر دیئے گئے اُسکو اُن نمبروں کا جواب سمجھنا چاہیئے جو صادق حسین صاحب مختار نے اپنے اشتہار پر نمبر دیا تھا۔" ناظرین اشتہار صداقت آثار کو اگر آپ ملاحظہ فرمائینگے تو آپ کو شیعہ صاحب کی اس تحریر پر سخت تعجب ہوگا کیونکہ آپ اشتہار مذکور کے مضامین پر کوئی نمبر نہیں پائینگے۔ پس یہ شیعہ صاحب کی ایک قسم کی سڑ ہے جس کا دَورہ اُنکو اکیس ۲۱ مرتبہ ہُوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کاشف الاسرار نام غلطی سے لکھا گیا ہے دراصل کاشف الاسٹراڑ ہے۔ صفحہ ۲ میں لکھتے ہیں "قانون پڑھانا اور پریکٹس سکھانا دو امر ایسے نہیں ہیں کہ خیالات مذہبی میں طوق غلامی ڈال سکیں جبکہ وہ خود ہی اپنے آباؤ اجداد اور اُستاد کے مذہب پر نہ رہے ہاں لفظ مُدتوں کی بجائے جو خلاف واقع ہے لفظ مہینوں قابل ترمیم ہے۔" جواباً عرض ہے کہ مَیں نے یہ ہرگز نہیں لکھا کہ آپنے چونکہ قانون مجھ سے پڑھا ہے اور پریکٹس سیکھی ہے اس لئے آپ میرے مقلد بنکر اپنا مذہب تبدیل کر دیں۔ اسلیئے یہ الزام صحیح نہیں۔ رہی یہ بات کہ مُدتوں کی بجائے مہینوں لکھنا چاہیئے تھا۔ اسکی کوئی دلیل منشی صاحب نے نہیں لکھی صراح صفحہ ۱۷۰ لکھا ہے "مُدت پارہ از روزگار۔" پس مہینوں کو بھی مُدتوں سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ کوئی امر مانع نہیں کاشف الاسرار کے نمبر ۱۰ میں شیعہ صاحب نے لکھا ہے "منشی صاحب نے جس نیت سے زبان عربی میں خط لکھا ویسا ہی عربی میں جواب دیدیا گیا تھا۔" **اقول** مسٹر! مذہبی معاملات میں تو دنیوی چالاکیوں سے اجتناب فرمائیے کیا آپ امام موسیٰ کاظم اور امام علی رضا کی عصمت عز عونہ کے واسطہ کا لحاظ و پاس کر کے حلفاً بیان کر سکتے ہیں کہ عربی کا خط آپکی علمی استعداد کا نتیجہ ہے یا فیض آبادی شیعہ مولوی صاحب کا فیض ہے اور آپنے صرف نقل کرنیکی تکلیف برداشت فرمائی ہے۔ اگر عربی میں آپ انشاء پردازی کی قابلیت رکھتے ہیں تو پھر آپنے ہمارے اشتہار صداقت آثار کی میعاد معینہ کے اندر

ایک جلسہ میں اپنی کتاب مطلع الانوار کی عربی عبارات چیلنج کے مطابق پڑھ دینے یا اعراب لگا دینے کی جرأت کیوں نہیں فرمائی۔ خیر اب آپ رسالہ کاشف الاسرار کے صفحہ ۱۱ والے معززین کے سامنے مجھ سے بالمقابل تحریری مباحثہ عربی میں کریں جُھوٹ سچ کُھل جائیگا۔ پھر اسی نمبر ۱۰ میں شیعہ صاحب لکھتے ہیں :- کہ ریویو آف ریلیجز نمبر ۷ جلد ۲۱ صفحہ ۲۷۱ یہ عبارت ضرور موجود ہے کہ غیر مبائعین سے جو ہمارا اختلاف در بارہ مسئلہ نبوّت ہے اُسمیں ہم کہتے ہیں کہ حضرت اقدسؑ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے نبوّت کی تعریف جو کچھ سمجھا کرتے تھے اُس کی بنا پر اپنے تئیں غیر نبی قرار دیتے تھے اور پھر سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد تعریف نبوّت آپ پر کھولی گئی اسی بنا پر اپنے آپ کو نبی فرمانے لگے یہ عبارت وہاں نہ ہو تو مبلغ دو سّو ۲۰۰ روپیہ تاوان اور لیجئے کہئے وعدہ میں کچھ نام کی صفت دکھلانیکا ارادہ بھی ہے ؟ **اقول** معزز ناظرین اصل واقعہ یہ ہے کہ منشی موسیٰ رضا صاحب نے مطلع الانوار صفحہ ۲۱ میں لکھا تھا کہ خلیفہ موجود مرزا محمود احمد صاحب کو اعلان کرنا پڑا کہ سنہ ۱۹۰۱ء تک جتنی کتابیں مرزا صاحب نے تصنیف کیں وہ سب منسوخ ہیں ریویو نمبر ۷ صفحہ ۲۷۱" مینے شیعہ صاحب سے جلد ریویو منقول عنہ کا پتہ دریافت کیا اور اُنکو توجہ دلائی کہ رشیدیہ وغیرہ اصول مناظرہ کی کتابوں کے مطابق تصحیح نقل آپ پر لازم ہے اسلئے تصحیح فرمائیے۔ مگر شیعہ صاحب نے ریویو کی جلد کا پتہ نہ لکھا۔ مجبوراً مینے اشتہار صداقت آئمہ میں اس حوالہ کے متعلق شیعہ صاحب کو مخاطب کر کے لکھا کہ اگر آپ سچّے ہیں تو ثابت کریں اور پچیس ۲۵ روپیہ انعام لیں۔

اب کاشف الاسرار نمبر ۱۰ میں شیعہ صاحب نے ریویو آف ریلیجز نمبر ۷ جلد ۲۱ صفحہ ۲۷۱ سے وہ عبارت نقل کی ہے جو اوپر لکھی گئی۔ مگر نہ اس عبارت کا شیعہ صاحب سے مطالبہ تھا نہ اس کا وہ مطلب ہے جو عبارت مطلوبہ مندرجہ مطلع الانوار صفحہ ۲۱ کا ہے اسیطرح یہ کہ خلیفہ موجود مرزا محمود احمد صاحب کی اعلان متذکرہ مطلع الانوار صفحہ ۲۱ کا آپ سے مطالبہ ہے اور آپنے ریویو نمبر ۷ جلد ۲۱ صفحہ ۲۷۱ کی عبارت پیش کر دی ہے جو قاضی محمد ظہور الدین اکمل صاحب کی عبارت ہے حضرت میرزا محمود احمد صاحب خلیفہ دوم کی عبارت نہیں۔ (دیکھو ٹائیٹل پیج ریویو مذکور و آخری حصہ مضمون) پس شیعہ صاحب نے ایک جھوٹ کی تائید کیلئے یہ دوسرا جھُوٹ بولا اور ایک افترا پردازی پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ دوسری افترا پردازی کی۔ لہٰذا میں سید موسیٰ رضا صاحب شیعہ مختار عدالت اٹاوہ کو یہ چیلنج دیتا ہوں کہ اگر آپ ریویو نمبر ۷ جلد ۲۱ صفحہ ۲۷۱ میں حضرت میرزا محمود احمد صاحب خلیفہ دوم کا لکھا ہُوا یہ اعلان دکھا دیں کہ سنہ ۱۹۰۱ء تک جتنی کتابیں مرزا صاحبؑ نے تصنیف کیں وہ سب منسوخ ہیں تو میں اپنے نام کی صفت دکھلانیکا پختہ ارادہ کر کے اور خدا کو حاضر ناظر جانکر لکھتا ہوں کہ مبلغ پانسو ۵۰۰ روپیہ نقد آپ کو دونگا اسمیں ہرگز تخلف نہ ہوگا درصورت تخلف فریقین میں سے ہر ایک مندرجہ ذیل لعنتوں کا مستحق ہوگا۔ **۱۔ لعنت ۲۔ لعنت ۳۔ لعنت ۴۔ لعنت ۵۔ لعنت ۶۔ لعنت ۷۔ لعنت ۸۔ لعنت ۹۔ لعنت ۱۰۔ لعنت ۔ تلك عشرة كاملة ۔**

۹ شیعہ صاحب کو اگر اب بھی میری صداقت میں کچھ شبہ ہو تو میں اپنے بیان کی تائید میں حضرت امام جعفر صادقؑ

Digitized by Khilafat Library

کی ایک روایت پیش کرتا ہوں اصول کافی صفحہ ۲۳۳ میں عبد اللہ یعفور امام جعفر صادق سے روایت کرتا ہے قال قلت لابی عبداللہ علیہ السلام انی اخالط الناس فیکثر عجبی من اقوام لایتولونک ویتولون فلانا وفلانا لهم امانة وصدق ووفاء واقوام یتولونک لیس لهم تلک الامانة ولا الوفاء ولا الصدق "الخ یعنی راوی کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے کہا کہ میں لوگوں سے ملتا ہوں تو مجھ کو بڑا تعجب ان لوگوں پر ہوتا ہے جو تمہاری ولایت کو نہیں مانتے اور فلاں اور فلاں (یعنی شیخین) کی ولایت کو مانتے ہیں اُن میں امانت ہے صدق ہے وفا ہے اور جو لوگ تمہاری امامت کو مانتے ہیں نہ اُن میں امانت ہے نہ وفا ہے نہ صدق ہے۔

پس میری صداقت میں شبہ کرنا شیعہ مذہب کا جھٹلانا ہے۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

المعلن

سُنّی محمدی احمدی سید صادق حسین مختار عدالت وسیکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ یکم مارچ ۱۹۲۳ء

طارق الاشرار

بجواب

اشتہار ہرزہ گفتار

حملہ بر سُنّیاں تو خود کردی
ابتدا کردۂ بہ بد گفتن
شرم بادت زگفتن نار است
لعنت حق بروئے کاذب باد
یُہلکُ گفت درحق غالی
قدرت کردگار مے بینم
سُنّی و شیعہ متفق گشتند
اتفاق تشیع و سُنت
من نہ ترسم زاتفاق کساں
مذہب پاک اہلسنت را

ہست روشن زمطلع الانوار
باز گوئی کہ نافرم زیں کار
روئے کاذب سیاہ چوں شب تار
کہ بہندی زبان بود پھٹکار
حضرت بوتراب حق گفتار
شد گرفتار مکر خود مکار
یا تشیع شدہ بہ سنت یار
اینچہ گپ میزنی تو مجنون وار
ناصرم ہست ایزد غفار
حافظت گفت باطلے امردار

اہرمن چوں سرود حرف دروغ
کور نا اہل بت پرست ونجس
باز ہم ادعائے تہذیب است
مالک کیف تحکم ظلما
قلتُ ما قلت بعد ما ظلمکم
فتدل علی سفاہتک
متعدی ست مصدر ازعاج
من نہ از ضرب تو کشم نالہ
مشرکان گر ہزار گرد آیند
تو چہ باشی چو آں امام تو

کیست مانع مرا زحق گفتار
سنّیاں را نوشتی اے مکار
دہ چہ تہذیب فرقۂ اشرار
لیس للخصم ما لاھل الدار
ولنا الحق ایھا الاشرار
ما کتبت الوجہ فی الاشعار
لازمش انزعاج از بردار
خندہ برریش تو زنم صدبار
نہ شوم ترسناک دمیں شعار
ہست از ترس منزوی بہ غار

وصف مہدی ست بقتل الخنزیر
که چنیں گفت سید الابرار

خادم مہدی و مسیح منم
خانۂ من ہمیں نمساید کار

درحق شیعیان چہ حیدر گفت
نشنیدی مگر تو اے غدار

گفت از شیعیان نجاتم دہ
اے خداوند قادر و مختار

شیعیان را بکش خداوندا
یا بجش ایں گروہ را بردار

بزبان امام حسنؑ

بہتر از شیعیان ہماں مرد است
که با و مصلح گردم آخر کار

شیعیان کشتنم بدل خواہند
بہ تشیع زبان شان طرار

بزبان امام حسینؑ

گفت در کربلا امام حسین
باہماں شیعیان ناہنجار

من نہ اینجا رسیدہ ام از خود
که شما خواندہ اید با اصرار

حالیا عہد را چو بشکستید
بروم با شما ندارم کار

اے جفا پیشہ و ستمگار ہا
دشمناں را شما شدید انصار

لاف زن بین که شیعیان ہستند
قاتلاں ائمہ اطہار

بین که قرآن چہ طور مدح سراست
بہر اصحاب احمدؐ مختار

درحق بدزبان بیطہر کہ
رجس نسبت مکن تو با اطہار

چیست قرآن ناطقت بنما
پیش قرآن ناطق من آر

اہل مکہ چو بت پرست بدند
ندہد زیب ایں چنیں گفتار

دین اسلام گر نہ بخشد سود
چہ بیا ورد احمدؐ مختار

مجتنب گشت ہر کہ از طاغوت
شد چو عرش بحضرت دادار

مہتدی ہست و نیز فرزانہ
اینچنیں گفت حضرت غفار

۱ ترجمہ نہج البلاغہ صفحہ ۴۰ ــ ۴۴

۲ ترجمہ جلاء العیون صفحہ ۳۲۳

۳ والذین اجتنبوا الطاغوت ان یعبدوها و انابوا الی اللہ لہم البشریٰ فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ہدٰہم اللہ و اولئک ہم اولوا الالباب۔

چوں بشارت دہد خدائے کریم
تو چہ برمیخوری ز بد گفتار

حق بہ بخشید سیئات شان
داد و جنات تحتها الانہار [۴]

اہلبیت رسولؐ بگذشتند
ہست قرآن شیعیان در غار

راویانند غیر معصومیں
بر تقیہ بود بنائے کار

پس تمسک بدوست از ہکلان
در طریق تو نیست چارۂ کار

توبہ کن زاں طریق و سنی شو
کہ رحیم ست ایزد غفار

ہست بوبکر شیخ و پیر امیر
از حقیقت چرا کنی انکار

سامری بود مرد عجل پرست
تو بہ تابوت میکنی آں کار

شان آں عجل لا یکلمہم
بخدایت نہ تو ہم گفتار

جلہلے را شدی ستائش گر
بہر ناں و پلاؤ و سرکہ اچار

بالیقین مقتدائے من قرآن
قول و فعل نبی مرا در کار

بدلم حب اہلبیت نبیؐ
جان نثار ائمۂ اطہار

زاں ائمہ خلیفۂ اول
ہست بوبکر شک مکن نہار

یفعل اللہ ما یرید و یشاء
فعلیک القبول والاقرار

ہرکہ از قول حق بود مومن
ہاں ز ایمان او مکن انکار

عیب جوئی صالحین زہر ست
مخور ایں زہر و ترس از قہار

دین حق را رسولؐ آوردہ
از خداوند قادر و مختار

یافت آں دین مرتضےؑ تمکین
ز محبان احمدؐ مختار

زاں محبان حسینؑ ہم باشد
رافضی را اگر بادست چہ کار

قول زید شہید شاہد ہست
رافضی را چہ کار با اطہار

شاہد افضلیت بوبکرؓ
ہست لاریب فیہ آیت غار

حزن را جبن ہر کہ مے نامد
جاہل و کاذب ست آں مکار

افترا کردۂ تو بر سعدی
ذات منحوس تو بتر از مار

تو چہ دانی حقیقت قرآن
کہ مدار طریق تو اسمار

۴ لاکفرن سیأتہم ولادخلنہم جنات تجری من تحتها الانہار

برفاقت گرفت پیغمبرؐ
مونسے را کہ بود یار غار

نہ ز خود کرد اینچنیں بوبکرؓ
امر حق بود[1] ہم بریں رفتار

ہست منصور بودنش روشن
ز اشارت کہ دار روایت غار

ذات او مرجع لصاحبہ
گفت لاتحزن احمد مختار

خواست تسکین او چو آں حضرتؐ
شد نزول سکینہ بر آں یار

ایں دلیلے ست بر خلافت او
فاسقی گر کنی ازاں انکار

در مجالس نگاشتہ قاضی
قول یک شیعہ فاضل پرکار

(مذہب عالمان شیعہ نیست
ہست او باش شیعہ را گفتار

(کہ نبی خوف داشت از بوبکر
برد او را ازیں جہت در غار

مرتضیٰ نیست[2] صاحب دیوان
خود غلط ہستی اے غلط گفتار

باطل ست آنچہ مدعی گوید
ورنہ بر دعویت دلیل بیار

آنچہ فہمیدی از خطاب خلافت
در علل بین وصیت مختار

یاعلی چوں جنب شوی تو مخوان
ایں کلام مجید دُرِّ انوار

کہ سما نار بر شما افتد
زن و شوہر را فگند فی النار

یاعلی تو زنا مکن ہرگز
گرد وزوی مگرد اے ہشیار

برحذر باش از شہادت زور
ایں بیاورد مجلسی بہ بحار

گر بگوئی کہ زیں خطاب مراد
دیگر آں نجبر حیدر کرار

پس ہمیں است پاسخ سنی
رو سر خویش گیر اے مکار

باتو یاد دار از کافی
ہمچو مشتے نمونہ از خروار

کے نبی کرد بیعت کافر
کہ روا داشت حیدر کرار

شمس تو در جہاں چو نور فشاند
لاف زن گر نہ دلیل بیار

دو ہمیں سال ہست کز مغرب
شمس تافت ست فی الامصار

بین کہ تنویر او چہ کار نمود
ہست امریکہ مجمع الاقمار

ہست قرآں ہمیں کہ مے بینی
نیست پنہاں و محتجب در غار

سرّ معنیش گر نمیدانی
فہو غائب عن الانظار

داں کہ غاران ہست ارض حجاز
جلوہ گاہ محمد مختار

تافت قرآن پاک از غاران
طور را پیش او چہ تاب قرار

اولم یکفہم خدا خود گفت
از کلام خدا مکن انکار

دعوی حسبنا کتاب اللہ
مومنا نراست طرہ دستار

پدرم سنی و منم سنی
صادقم شک مکن دریں زنہار

حنفی و نیز احمدی ہستم
تو مگر با خرد نداری کار

ہمچو اصحاب[1] کہف بوطالب
بود پابند مذہب کفار

پدرش بود یا علی برحق
صادقی گر بریں دلیل بیار

نیستم من مقلد آبا
با خدا و رسول دارم کار

در حقیقت خدا خلیفہ کند
ہست اجماع صورت اظہار

خود خدا بر سر زمین ناید
جلوہ بخشد بہ پردۂ افکار

ہست ایزد بہ امر خود غالب
کہ تواں کرد با خدا پیکار

شد ابوبکرؓ جانشین رسولؐ
نتواں کرد ہیچکس انکار

چوں بعہد خلافت خلفا
آں صفات آمدہ بروئے کار

گشت روشن کہ ہر سہ موعود اند
فاسقی گر کنی ازاں انکار

قول ایں بود فعل حق بنگر
مدفنش پہلوئے شہ ابرار

کیست مومن کہ خواست گوپار
پہلوئے گور کافرے بدکار

پس بہ عقلت تفو چرا زنی
در حق حضرت شہ ابرار

حق شود چیرہ دست بر باطل
چہ کند ژاژ خائی اشرار

راہ ایشان زدہ ست ابر سیا
دیں شان طعن زمرۂ اخیار

باطل از خوف جاں بہ غار شتافت
حق عیاں شد چو شمس نصف نہار

چوں تقیہ کند امام جہاں
ہیچ ناید ز دست شیعہ کار

(سید صادق احمدی اٹاوی)

۱؎ حیدری ترجمہ تفسیر امام حسن عسکری صفحہ ۴۳-۴۳۷
۲؎ علی ابن ابی طالب قیروانی کہ نزد جمعے از امامیہ دیوانش بجہت اشتباہ بجناب مرتضوی منسوب گشتہ (از منتہی الکلام صفحہ ۵۵)

۱؎ تفسیر عمدۃ البیان جلد ۲ صفحہ ۳

Digitized by Khilafat Library

انسداد فتنۂ ارتداد

(حضرت خلیفۃ المسیح کے ملفوظات سے)

ملکانہ راجپوت

ہندوستان میں کچھ جماعتیں ہیں۔ جو نام کی مسلمان ہیں۔ مگر ایمان اُن میں رچا نہیں۔ وہ جماعتیں تھوڑی نہیں۔ بڑی بڑی ہیں۔ واقف لوگ بتاتے ہیں کہ ان کی تعداد ایک کروڑ ہے۔ اگر ہندو اُن پر قبضہ جمالیں تو وہ ہندو ہو جائیں۔ ان جماعتوں میں سے ایک جماعت راجپوتوں کی ہے جو ملکانہ کہلاتی ہے۔ اور یو۔پی کے علاقہ میں آباد ہے۔ یعنی آگرہ۔ علی گڈھ۔ فرخ آباد۔ متھرا وغیرہ علاقوں میں۔ ان کی تعداد ساڑھے چار لاکھ بتائی جاتی ہے۔ ان میں اسلام کسی وقت داخل ہُوا۔ مگر مسلمانوں کی سُستی کے باعث اسلام ان میں رچا نہیں۔ اب ان میں سے بعض میں کچھ رسوم مسلمانوں کی پائی جاتی ہیں۔ مثلاً ختنہ کراتے ہیں۔ مُردوں کو دفن کرتے ہیں نکاح مُلّا سے پڑھواتے ہیں۔ لیکن اسکے مقابلہ میں ہندوؤں کی رسوم بھی ان میں موجود ہیں۔ ان کے بعض گھروں میں بُت ہیں۔ جن پر وہ نذریں چڑھاتے ہیں۔ مندروں میں جاتے ہیں۔ غرض ان میں بہت سی رسوم ہندوانہ بھی ہیں۔ وہ لوگ شاذ کے سوا اسلام سے واقف نہیں ؎

ملکانہ قوم میں آریوں کی جد و جہد

آریوں نے سولہ سال سے کوشش شروع کی ہوئی ہے۔ کہ جس قدر بھی ان لوگوں کو اسلام سے تعلق ہے۔ اس سے ہٹا کر اپنے خیالات انہیں پھیلائیں۔ اور انکو شدھ کرلیں اس کے لئے آریوں نے ان کو کہنا شروع کیا۔ تم لوگ تو ہو ہی ہندو۔ مسلمان بادشاہوں کی سختی یا کسی لالچ کی وجہ سے تمہارے بزرگوں نے اسلام کی یہ ظاہری شکل اختیار کرلی تھی۔ پھر ہمسایہ مسلمانوں کی بعض غلطیوں اور موجودہ مسلمانوں کی بعض اخلاقی کوتاہیوں اور جبر و تعدی کے باعث ان میں یہ خیال راسخ ہو چلا ہے کہ وہ درحقیقت ہندو ہیں۔ آریوں کی کوشش کا یہ نتیجہ ہُوا ہے کہ ان میں سے ایک بڑی جماعت تیار ہو گئی ہے۔ کہ اسلام کو چھوڑ کر ہندو ہو جائے۔ چند مہینے گذرتے ہیں کہ یہ بات ظاہر ہوئی۔ وہ بھی اس طرح کہ جب آریوں کا قابو ہو گیا۔ تو اسوقت آریوں کو روپیہ کی ضرورت پیش آئی۔ جس کے لئے انہوں نے اپیل کی۔ اس۔ سے مسلمانوں کو علم ہُوا۔ پہلے عام طور پر مسلمانوں کو یہ حال معلوم نہ تھا۔ اور نہ ان کا اتنا حلقۂ عمل معلوم تھا۔

ہمارے وفد کی رپورٹ

اس حالت کو دیکھ کر ہمیں اس علاقہ میں کام کرنیکی ضرورت پیش آئی۔ گو وہ لوگ احمدی نہیں ہیں کہ ان کے ارتداد کا ہم پر اثر پڑے۔ مگر چونکہ وہ اسلام کے نام سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اسلام کی شوکت کو قائم کرنا ہمارا کام ہے۔ گو مذہبی طور پر ہم پر اثر نہ پڑے۔ اور نہیں پڑتا۔ کیونکہ مذہبی طور پر ان کے گرے ہوئے ہونیکے باعث ہی مسیح موعودؑ مبعوث ہوئے۔ اگر وہ اچھے ہوتے تو مسیح موعود کے آنیکی کیا ضرورت تھی

دوم۔ تمام غیر مذاہب والوں میں سے یہ ہم سے زیادہ قریب ہیں اور ہمارا ایسا ذخیرہ ہیں کہ بادنیٰ توجہ ملاوٹ سے پاک کیئے جاکر ہماری جماعت کا جزو بن سکتے ہیں۔ پس وہاں اپنے دو آدمیوں کو بھیجا گیا۔ ایک مولوی محفوظ الحق صاحب علمی اور دوسرے میاں عبدالقدیر صاحب بی۔ اے۔ کہ وہاں جائیں اور رپورٹ لکھیں۔ ان کی رپورٹ سے تو ظاہر ہے کہ وہ لوگ اس قدر متاثر ہو چکے ہیں کہ وہ آریہ ہو کر رہینگے چنانچہ چار پانچ ہزار شدھ ہو بھی چکے ہیں۔

ڈیڑھ سو فداکاروں کی ضرورت۔

اس حالت کو دیکھ کر اسوقت ڈیڑھ سو آدمیوں کی ضرورت ہے۔ جو اس علاقہ میں کام کریں۔ اور کام کرنے کا یہ طریق ہو کہ اس ڈیڑھ سو کو تیس تیس کی جماعت پر تقسیم کر دیا جائے۔ اور اس کے چار حصہ۔ تیس تیس کے بنائے جائیں۔ اور تیس آدمیوں کو ریزرو رکھا جائے۔ کہ ممکن ہے کوئی حادثہ ہو۔ کوئی آدمی بیمار ہو جائے۔ یا کوئی اور سانحہ ہو تو ہم ان میں سے بھیج سکیں۔ اس ڈیڑھ سو میں سے ہر ایک کو یہ اقرار کرکے فی الحال تین مہینہ کیلئے زندگی وقف کرنی ہوگی۔ اوّل یہ کہ ان کو ایک پیسہ بھی خرچ کے لئے نہ ملے گا۔ اپنا اور اپنے اہل و عیال کا خرچ انہیں خود برداشت کرنا ہوگا۔ جو لوگ اس طرز پر زندگی وقف کرنے اور اس علاقہ میں جانے کیلئے تیار ہوں۔ وہ درخواستیں دیں۔ وہاں کا خرچ کرایہ وغیرہ وہ سب خود برداشت کریں۔ چاہے وہ پیدل سفر کریں۔ یا سواری پر یہ ان کو اختیار ہے۔ مگر (سوائے ان لوگوں کے جن کو ہم خود انتظام کرنے کیلئے بھیجیں گے۔ ان کو بھی جو کرایہ ملے گا۔ وہ تیسرے درجہ کا ہوگا۔ چاہے وہ کسی درجہ اور کسی حالت کے ہوں۔ اور اخراجات بہت کم دیں گے) البتہ ڈاک کا خرچ یا وہاں تبلیغ کا خرچ اگر کوئی ہوگا تو دیا جائے گا۔

ہر شخص اپنا انتظام آپ کرے

جو لوگ ملازمتوں پر ہیں۔ وہ اپنی رخصتوں کا خود انتظام کریں۔ اور جو ملازم نہیں۔ اپنے کاروبار کرتے ہیں۔ کہ جس وقت چاہیں آزاد ہو جائیں۔ وہ وہاں سے فراغت حاصل کریں اور ہمیں درخواست میں بتائیں کہ وہ چار سہ ماہیوں میں سے کس سہ ماہی میں کام کرنے کے لئے تیار ہیں۔

Digitized by Khilafat Library

حضرت مسیح موعودؑ کی سُنّت کی تجدید

زندگیاں وقف کرنے کا طریق حضرت صاحبؑ ہی نے چلایا ہے۔ ہم تو آپ کے کاموں کو چلانے والے یا حضورؑ کے منشاء کی تفصیل کرنے والے ہیں۔ یہی اسلامی طریق تھا۔ اس کے لئے ہمارے احباب کو تیار ہونا چاہیئے۔ اس سکیم کے ماتحت کام کرنے والوں کو ہر ایک اپنا کام آپ کرنا ہوگا۔ اگر کھانا آپ پکانا پڑیگا تو پکائیں گے۔ اگر جنگل میں سونا پڑیگا تو سوئیں گے۔ جو اس محنت اور مشقت کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ وہ آئیں۔ ان کو اپنی

Digitized by Khilafat Library

عزت اپنے خیالات قربان کرنے پڑیں گے ۔ ایسے لوگوں کی محنت باطل نہیں جائیگی ۔ ننگے پیروں چلیں گے جنگلوں میں سوئیں گے ۔ خدا ان کی اس محنت کو جو اخلاص سے کی جائیگی ضائع نہیں کریگا ۔ اس طرح جنگلوں میں ننگے پیروں پھرنے سے اِن کے پاؤں میں جو سختی پیدا ہو جائیگی وہ حشر کے دن جب پل صراط سے گذرنا ہوگا ۔ ان کے کام آئیگی مرنے کے بعد ان کو جو مقام ملیگا وہ راحت و آرام کا مقام ہوگا ۔ تم لوگوں نے چندے دیکر اخلاص ثابت کیا ہے ۔ لیکن تیار ہو جاؤ کہ اب جان کے مطالبے ہوں گے ۔

مسیح موعودؑ کرشنؑ ہیں

یاد رکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام مہدیؑ اور مسیحؑ ہی نہیں بلکہ کرشنؑ بھی ہیں ۔ یعنی آپ ہندوؤں کے لئے بھی ہادی ہیں ۔ اب ہم ان میں تبلیغ شروع کریں گے ۔ اور جب تک ہم ہندوؤں میں تبلیغ نہ کریں حضرت مسیح موعودؑ کرشنؑ کیسے ثابت ہو سکتے ہیں ۔ حضرت مسیح موعودؑ مسیحؑ ہیں ۔ آپ کی جماعت کو مسیحیوں پر غلبہ ملیگا ۔ آپ مہدیؑ ہیں ۔ مسلمانوں کو دوبارہ ہدایت آپ کے ذریعہ ملیگی ۔ آپ کرشن ہیں ۔ ہندوؤں میں آپ کی جماعت کو غلبہ اور آپ کی قبولیت پھیلیگی ۔ ہمارے لئے حق پھیلانے کی راہیں کھل رہی ہیں ۔ ہم ہندوؤں میں کام کریں گے ۔ اور وحشیوں تک میں دین پھیلائیں گے ۔ یہ سخت مقابلہ کا وقت ہے ۔ ہماری جماعت کے لوگ آگے بڑھیں ۔

پہلے وفد کی روانگی

حضرت خلیفۃ المسیحؑ نے اسکے متعلق جو طویل سکیم تجویز فرمائی ہے اس پر عمل شروع ہو گیا ہے چنانچہ ۱۲ مارچ کو ۱۸ اصحاب کا ایک وفد بسرکردگی مکرم چوہدری فتح محمد صاحب ایم ۔ اے راجپوت (ناظر تالیف و اشاعت) و قاضی عبد اللہ صاحب بی ۔ اے بی ٹی ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول روانہ ہو گیا ہے ۔ اس وفد میں میاں عبد القدیر صاحب بی ۔ اے ۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بی ۔ ایس ۔ سی ۔ مولوی یوسف علی صاحب بی ۔ اے شامل ہیں گویا پانچ گریجوایٹ ہیں ۔ بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی ۔ پنڈت محمد عمر صاحب نومسلم اور ڈاکٹر نور احمد صاحب سب اسسٹنٹ سرجن بھی ہیں ۔ خدا تعالیٰ سب کو کامیاب و کامران واپس لائے ۔ اخراجات کے لئے پچاس ہزار روپیہ بھی جماعت احمدیہ نے جمع کرنا ہے سب سے پہلے قادیان کے احباب میں حضرت خلیفۃ المسیحؑ نے یہ تحریک فرمائی ہے کہ جو دوست کم از کم سو روپیہ دے سکتے ہیں وہ دیں ۔ اس سے کم چندہ نہیں جائیگا ۔

بقایا داران ریویو :۔ جن صاحبوں کے ذمے چندہ سالہائے گذشتہ ہے یا ۱۹۲۳ء کا چندہ ابھی تک نہیں دیا وہ بذریعہ منی آرڈر بھیجکر ممنون فرمادیں ۔ (مینیجر ریویو)

ضیاء الاسلام پریس قادیان

ریویوز

احمدی خاتون:- مکرم شیخ یعقوب علی صاحب نے الحکم کا عہد جدید جہاں نہایت دلچسپ بنادیا ہے وہاں احمدی خاتون کا احیاء بھی تادیب النساء کے نام سے کیا ہے۔ احباب جماعت قدر دانی کا فرض ادا کریں ؛

Digitized by Khilafat Library

پنجابی خیالات:- بٹالہ سے ماہوار رسالہ جناب احمد وجودی نے جاری کیا ہے۔ اسمیں مذہبی خیالات سیاسی خیالات تارکین موالات وحامیان موالات کے خیالات معاش کے خیالات صحت کے خیالات معلومات عامہ درج ہوتے ہیں۔ گویا مختلف اخبارات و رسالجات کا خلاصہ اسی ایک رسالہ میں صرف ایک روپیہ سالانہ قیمت دیکھ سکتے ہیں پتہ منتظامیہ بکڈپو بٹالہ ؛

اسلام میں حریت اور مساوات} ایک صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں چند سوالات دربارہ حریت و مساوات پیش کئے جن کے جوابات الفضل میں چھپے خواجہ عباد اللہ صاحب اختر نے وکیل میں اسپر ایک مضمون لکھ دیا جس کا جواب حضرت خلیفۃ المسیح نے ارقام فرمایا۔ اسپر ایک مضمون خواجہ عباد اللہ صاحب نے لکھا جس کا خواجہ جلال الدین صاحب شمس نے دیا۔ ان تمام مضامین کو اپنے طویل جواب الجواب کے اضافہ کے ساتھ خواجہ صاحب نے چھپوایا ہے کتاب کا حجم ۳۳۸ صفحے شیخ الٰہی بخش محمد جلال الدین تاجران کتب کشمیری بازار لاہور سے بقیمت دو روپے مل سکتی ہے ؛

پنجابی جنتری:- یہ جنتری سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ سے ۵/ پر ملیگی اس میں اسلامی مسائل بھی درج ہیں مگر ساتھ ہی ایک لطیفہ (کثیفہ) ایسا بھی ہے جسمیں قرآن مجید پر ہنسی اُڑائی گئی ہے۔ ہندوستان سے شائع ہونے والے اخبارات و رسالوں کی فہرست درج ہے۔ احمدی اخبارات کا ذکر مکروہ پیرائے میں کر کے اپنا بغض ظاہر کیا ہے ؛

رفیق عالم جنتری:- مصنفہ منشی لال سنگھ مقام تارہ ضلع راولپنڈی۔ بہت سے معلومات اس میں جمع ہیں علاوہ تاریخوں کے۔ قیمت ۴/

ڈاکٹر برمن کی جنتری} یہ جنتری بھی اچھی ہے۔ اس میں ڈاکٹر صاحب کی دوائیوں کی اشتہاری تفصیل بھی ہے ؛

ست سلاجیت خالص:- ایک روپیہ تولہ کے حساب اور خضاب دلپذیر دس آنے بکس دفتر تشحیذ سے منگوائیں ؛

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی پانچ تاریخ کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شایع ہوتا ہے

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی تیار کردہ سنہ ۱۹۲۳ء کی کافوری جنتری نہایت خوبصورت چکنے کاغذ پر چھپی ہے۔ اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ لکھ کر بھیجد یجئے مذکورہ بالا جنتری آپکی خدمت میں روانہ کر دی جائے گی۔

خاص ڈاکٹر ایس کے برمن کے کیمیا خانہ کا تیار کردہ کیشراج تیل فائدہ اور خوشبو کے لحاظ سے یہ ایک ہی تیل ہے

آج کل سیکڑوں قسم کے خوشبودار تیل بازاروں میں بکتے ہیں جو ظاہری چمک دمک اور خوشبو میں ایک دوسری سے بڑھ چڑھ کر ہوتے ہیں۔ مگر ان تیلوں میں وائٹ آئل عموماً جز ہوتا ہے۔ جو بجائے فائدہ کے دماغ اور بالوں کو سخت نقصان پہنچاتا ہے۔ ایسے تیلوں کے چندروزہ استعمال سے بال بیوقت سفید ہو جاتے ہیں آنکھ اور دماغ سے خاص تعلق ہے۔ اس لئے ایسے تیل دماغ میں گرمی پہنچا کر آنکھ کو بھی نقصان پہنچاتے ہیں اور یہی وجہ ہے آجکل کے نوجوانوں کو بے وقت چشمہ کی ضرورت ہو جاتی ہے۔ ان سب خرابیوں کو مدنظر رکھ کر کیشراج تیل کی تیاری میں خوشبو سے زیادہ فائدہ کا خیال رکھا گیا ہے۔ اس کے لگانے سے جڑیں مضبوط اور بال مثل بھونرے کے سیاہ اور گھونگروالے ہو جاتے ہیں۔ یہ دماغ کو ٹھنڈک اور دل کو راحت پہنچاتا ہے۔ قیمت فی شیشی عہ محصول ڈاک ۷ ر

ہیلک

یہ ہر قسم کے گھاؤ۔ درد۔ باتھ۔ موچ۔ گانٹھ۔ گلٹی۔ جھائیں۔ مہاسہ۔ ہاتھ پیروں کا پھٹنا روکھاپن۔ بواسیر۔ آگ سے جلے ہوئے گھاؤ۔ جلن چوٹ کیوجہ سے درد یا خون کا بہنا وغیرہ وغیرہ کے لئے حکمی دوا ہے۔ چوہے۔ بلی۔ مکڑی۔ برنی۔ بچھو وغیرہ کے کاٹے ہوئے جگہ سے زہر دور کرنے کے لئے ہیلک ایک شرطیہ دوا ہے۔ فوٹ بال۔ کرکیٹ۔ جمناسٹک کے کھلاڑیوں کے لئے ہیلک روزانہ استعمال کی چیز ہے۔ اس کے لگانے سے کسی قسم کی جلن وغیرہ نہیں ہوتی فی زمانہ اس قسم کی تمام دوائیوں کے تجربہ کرنے پر ہیلک سب سے زیادہ مفید ثابت ہوئی ہے۔ ہر گھر گرہست کو ہیلک کی ایک ڈبیہ ضرور رکھنا چاہیئے +

قیمت فی ڈبیہ ۱۰ ر محصول ڈاک ۶ ر

Digitized by Khilafat Library

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ